جملہ حقوق محفوظ

ریاضِ پھول

یعنی

ننھے بچوں کیلئے چند مفید کہانیاں

جنہیں

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ

مصنفہ امتیاز۔ پچیسی۔ تاج گیت۔ تاج پھول وغیرہ نے لکھا

سنہ ۱۹۴۰ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

قیمت ۴ر ۷ پائی

بار ہفتم

Taj Tahir Foundation

۷۸۶

دیباچہ

جب مَیں بچّہ تھا۔ تو امّاں جان محترمہ محمدؔی بیگم صاحبہ مرحُومہ نے خُدا اُنہیں جنّت نصیب کرے۔ میرے لئے بہت سی کہانیاں لکھّی تھیں۔ اور مَیں اُنہیں پڑھ کر بہت خوش ہؤا کرتا تھا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ مجُھے جو کچُھ بُرا بھلا پڑھنا لکھنا آتا ہے۔ یہ سب اُنہیں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی طفیل آیا۔ پہلے اُنہوں نے پچیس کہانیاں اکٹھی کر کے **امتیاز پچیسی** چھاپی تھی۔ جو سب بچّوں نے پڑھی ہوگی۔ اس کے بعد بھی اُنہوں نے بہت سی کہانیاں میرے لئے لکھیں۔ اور اُن کا ارادہ تھا۔ کہ امتیاز پچّیسی جیسی ایک اَور کتاب چھاپیں۔ اور اُس میں وُہ کہانیاں درج کریں ؂

لیکن اُن کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اور وُہ اپنے جیتے جی اس

Taj Tahur Foundation

کتاب کو چھپا ہوا نہ دیکھ سکیں + اب میں وہ تمام کہانیاں، اکٹھی کر کے چھاپتا ہوں۔ اور مجھے اُمّید ہے۔ کہ بچّے ان کو بھی **امتیاز پچّیسی** کی کہانیوں کی طرح شوق سے پڑھیں گے +

میرے بھائی جان سیّد حمید علی صاحب کے ہاں خُدا نے ایک ننھّا سا پیارا پیارا بچّہ عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام سیّد **ریاض علی** ہے۔ اس کے نام پر مَیں نے اس کتاب کا نام **ریاض پھُول** رکھ دیا ہے۔ جب وہ بڑا ہوگا۔ اور اس کتاب کو پڑھے گا۔ تو بہت خوش ہوگا۔ خُدا اُسے سلامت رکھے۔ وہ بڑا ہو کر بہت سی کتابیں لکھے۔ اور اپنی لیاقت اور محنت سے مُلک اور قوم کو فائدہ پہنچائے +

لاہور۔ یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۹ع

خاکسار سیّد امتیاز علی تاج

Taj Tahir Foundation

کہانیوں کی فہرست

نمبر شمار	نام کہانی	صفحہ
۱	سب سے اچھّی کون سی چیز ہے ؟	۵
۲	پیارو۔ رحم کرو۔ رحم کرو	۷
۳	ایک ایمان دار لڑکی	۹
۴	پڑھنا لکھنا	۱۵
۵	کیا چاہتے ہو ؟	۱۸
۶	جانور اچھّے کہ آدمی ؟	۲۲
۷	سچ اور جھُوٹ	۲۳
۸	ایک بچّے کو نصیحت	۲۵
۹	میرا کہا اَور نہ مانو	۲۸
۱۰	چھوٹی چھوٹی چیزیں	۳۲
۱۱	بے ہاتھ دھوئے ؟	۳۴

Taj Tahir Foundation

نمبر شمار	نام کہانی	صفحہ
۱۲	کچھ پروا نہیں	۳۶
۱۳	مُرغی کھو گئی	۴۰
۱۴	مُجھے نہ دیکھو	۴۱
۱۵	چار بھائی	۴۳
۱۶	میاں گول مول نہار رہے ہیں	۴۴
۱۷	زربانو لکھ رہی ہے	۴۶
۱۸	کتابیں اچھی کہ اخبار؟	۴۹
۱۹	کسی کے دُکھ پر خوش نہ ہو	۵۰
۲۰	سلیم کی بلّی	۵۲
۲۱	شیشے میں بھائی	۵۴
۲۲	اچھّا لڑکا	۵۵
۲۳	بھائی کی طرف سے بہن کو انعام	۵۸
۲۴	باپ کے لئے تحفہ	۶۴

Taj Tahir Foundation

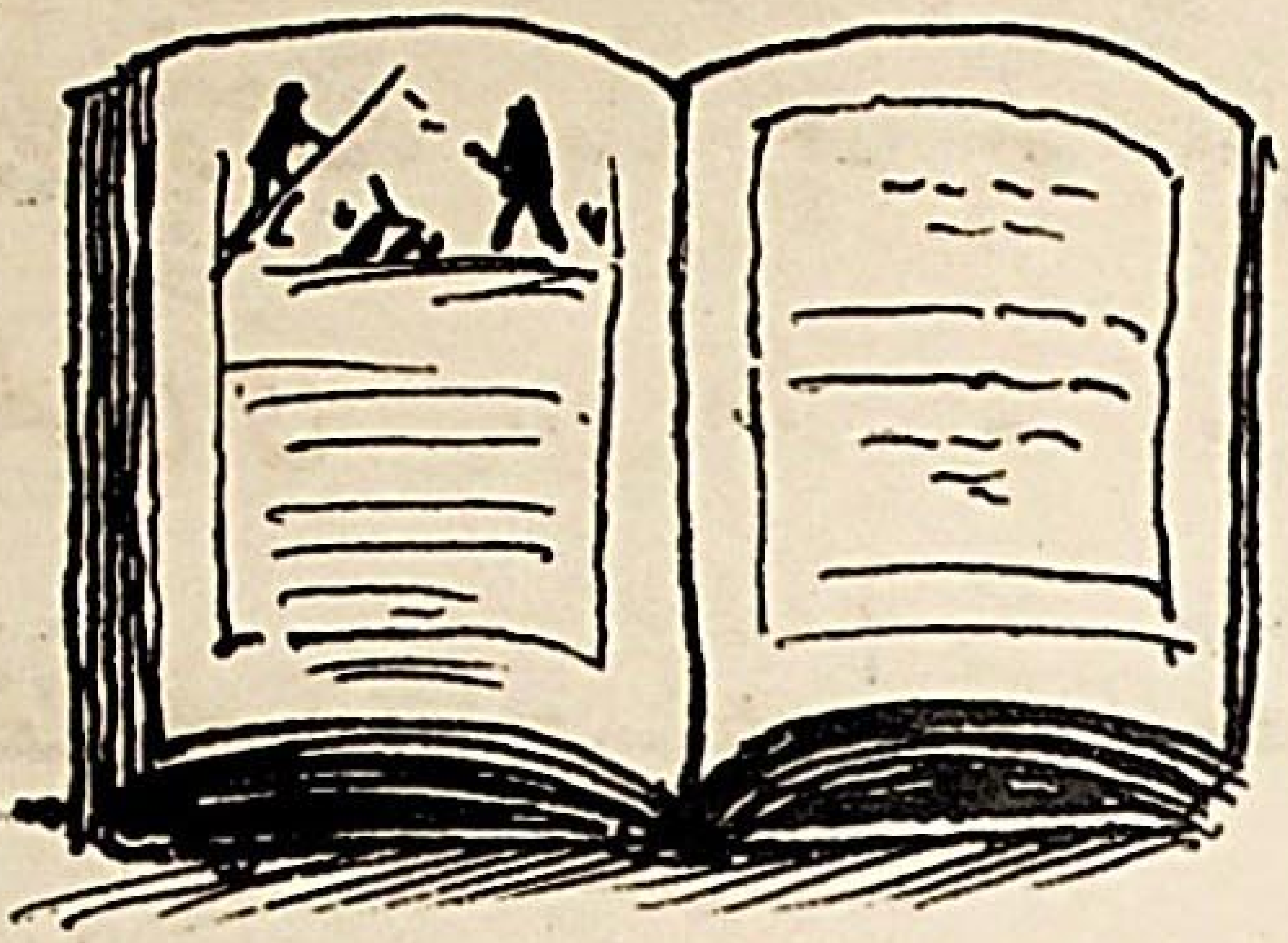

سب سے اچھّی کون سی چیز ہے؟

ایک دِن ایک ماسٹر نے اپنے شاگردوں سے کہا۔ کہ مَیں گھڑی دیکھتا ہُوں۔ اور تم سب لڑکے کاغذ کے ایک ایک پُرزے پر مجُھے یہ لکھ کر بتاؤ۔ کہ سب سے اچھّی کون سی چیز ہے؟

لڑکوں نے جلدی جلدی ایک ایک پرچے پر اپنا جواب لِکھّا۔ اور ماسٹر کے سامنے رکھ دِیا + ماسٹر نے اِن پرچوں کو اُٹھایا۔ اور دیکھنا شُروع کیا۔ ایک لڑکے نے لِکھّا۔ کہ مٹھائی بہت اچھّی چیز ہے + دُوسرے نے لِکھّا۔ کہ پھُول

بہت اچھّی چیز ہے + تیسرے نے لکھّا۔ کہ کھلونے بڑی اچھّی چیز ہیں + چوتھے نے لکھّا۔ کہ کتاب سب سے اچھی چیز ہے ؞

ماسٹر نے سب بچّوں کے خیال سُن کے کہا" بے شک پھُول اور کھلونے بہت اچھّی چیزیں ہیں۔ اور لڑکوں کے کھانے کے لئے مٹھائی بھی خُوب میٹھی مزے کی چیز ہے۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ کتاب سب سے اچھی چیز ہے۔ اگر کوئی لڑکا دِن بھر پھُولوں کی کیاریوں میں پھرے گا۔ یا جانوروں کے پالنے میں لگا رہے گا۔ یا مٹھائی کھاتا اور کھیلتا پھرے گا۔ تو اُسے اتنا فائدہ ہرگز نہ ہو گا۔ جتنا کتاب پڑھنے سے۔ اور اس پر عمل کرنے سے ہوتا ہے ؞

یہ کہہ کر کتاب بتانے والے لڑکے کو رنگ برنگ کی بارہ پنسلیں انعام میں دیں۔ اور ساتھ ہی اس کو بہت سی شاباش دی + لڑکا بہت خوش ہُوا۔ اور اُس دِن سے وُہ پڑھنے میں زیادہ دِل لگانے لگا ؞

پیار و رحم کرو۔ رحم کرو

بہت سے لڑکے ایک میدان میں کھیل رہے تھے۔ اتنے میں اُن کو آواز آئی "پیار و رحم کرو۔ رحم کرو۔ دیکھو میری آنکھیں نہیں ہیں۔ مَیں اندھا ہُوں"۔

اس آواز کو سُن کر سب لڑکے سڑک کے کنارے کی طرف دیکھنے لگے۔ دیکھا۔ کہ ایک اندھا فقیر لکڑی کے سہارے کھڑا ہے۔ اور ایک چھوٹی لڑکی اُس کے ساتھ ہے۔ وُہ فقیر کی لاٹھی پکڑ کے اُسے رستہ بتاتی ہے۔

ان لڑکوں میں بہت سے لڑکے شوخ تھے۔ اُنہوں نے اس اندھے فقیر کو ڈھیلے مارے۔ اور اس پر کچھ رحم نہ کیا۔

مگر ایک لڑکا جس کا نام کشوری تھا۔ بہت اچّھا لڑکا تھا۔ اس کو اندھے فقیر پر بہت ترس آیا۔ اس کا گھر پاس تھا۔ وُہ اپنا سب کھیل کھال چھوڑ اس فقیر کو اپنے ساتھ گھر لے گیا۔ اور اپنی ماں سے جا کر کہا۔ کہ امّاں جان اس کو کچھ دو۔

Taj Tahir Foundation

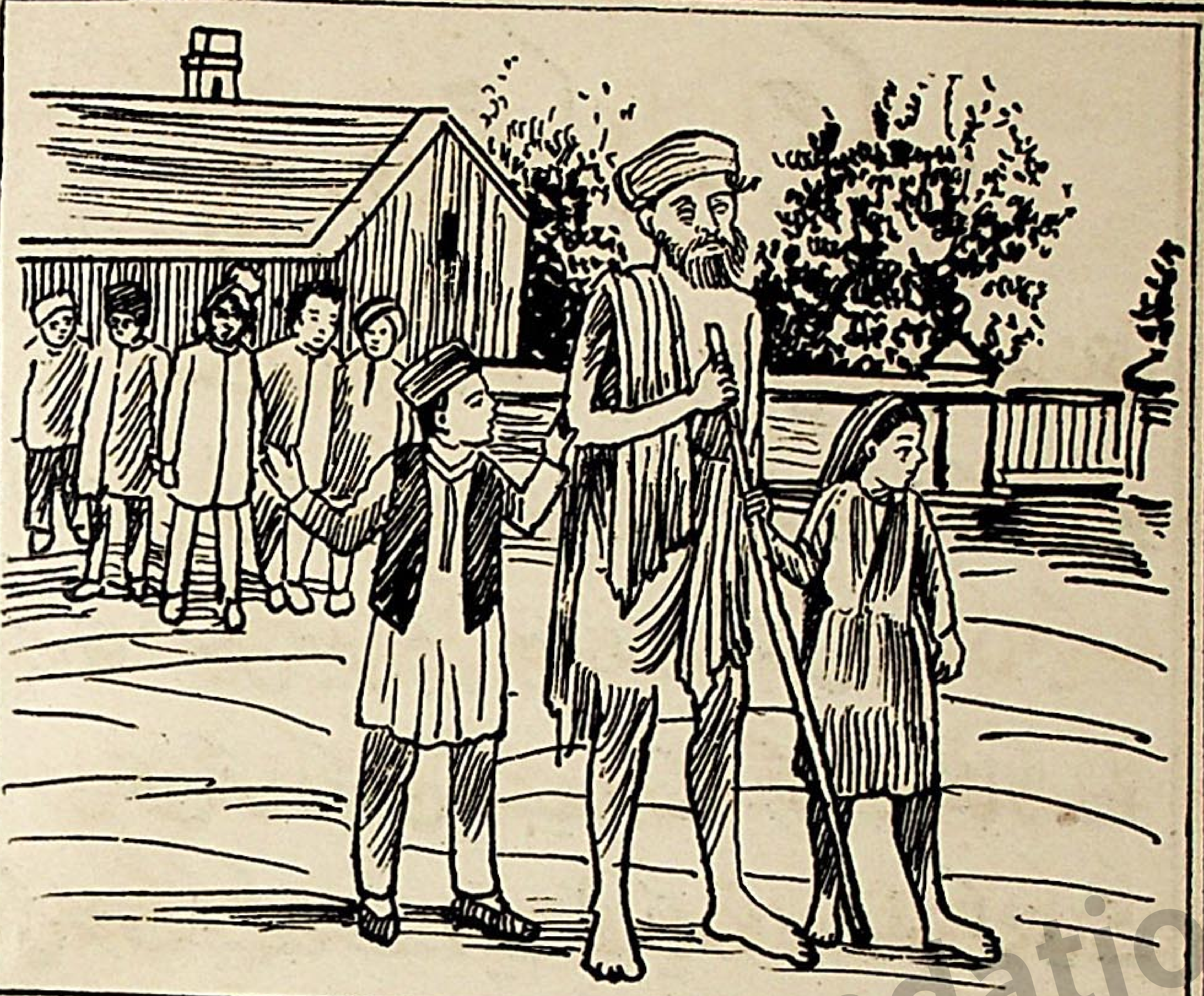

یہ اندھا ہے ۔

ماں بچے سے بہت خوش ہوئی ۔ اور اس فقیر کو پیٹ بھر روٹی کھلائی ۔ پھر کشوری نے اپنا بٹوا نکالا ۔ اور اپنی ماں سے پُوچھ کر ایک پیسہ اس فقیر کو دیا ۔ فقیر اس نیک لڑکے کو دُعائیں دے کر چلا گیا ۔

جو لوگ غریب آدمیوں پر رحم کرتے ہیں ۔ اُن سے خُدا بھی خوش ہوتا ہے ۔ اور سب آدمی بھی اُن کی بہت تعریف کرتے ہیں ۔

Taj Tahir Foundation

ایک ایمان دار لڑکی

ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ ایک غریب ماما جب اپنا کام کاج کر کے رات کے وقت گھر آئی - تو اُس کا جی خراب ہو گیا - اور اُسے ایکا ایکی بُخار چڑھ آیا + اس ماما کی ایک لڑکی تھی - جس کی عُمر بارہ تیرہ برس کی تھی - وُہ اپنی ماں کو بیمار دیکھ کر بہت اُداس ہوئی - اور تمام رات ماں کی فکر میں رہی + صُبح ہوتے ہوتے اُس کی ماں کا بُخار کچھ کم تو ہوُا - مگر ایسا کم نہ ہوُا - کہ وُہ اپنی نوکری پر جا سکتی - لاچار اُس نے اپنی بیٹی سے کہا - بہتر ہو - کہ بیٹی آج میری جگہ تُم کام کاج کو جاؤ ؞

لڑکی نے اپنی ماں کا حُکم مانا - اور اپنی ہمسائی سے جا کر مِنّت کی - کہ جب تک میں واپس نہ آؤں - آپ میری ماں کی خبر لیں - ہمسائی نے مہربانی سے منظور کر لیا - اور لڑکی اپنا بُرقع اوڑھ کر اپنی ماں کی جگہ کام کرنے کو جا پہنچی - اُس نے

Taj Tahir Foundation

اس گھر میں کئی دفعہ اپنی ماں کو کام کرتے دیکھا تھا۔ اس
لئے وُہ تمام کام کاج سے بخوبی واقف تھی + جب وُہ پہنچی۔ تو گھر کے
سب لوگ سوتے تھے۔ لڑکی نے جھاڑُو بہارو کی۔ اور چائے کا
پانی چُولھے پر چڑھایا۔ اتنے میں بیوی اُٹھ کر باورچی خانے
میں آئیں + لڑکی نے بڑے ادب سے بیوی کو سلام کیا +
بیوی نے پُوچھا۔ "آج تمہاری امّاں کیوں نہیں آئیں؟"
لڑکی نے کہا۔ "وُہ رات سے بیمار ہیں" - پھر ایک لوٹے
میں پانی بھر کر بیوی کو دیا۔ اور بیوی مُنہ ہاتھ دھو کمرے میں
چلی گئیں + چھوٹی لڑکی جھاڑُو لے باورچی خانے کی کوٹھڑی کو
جھاڑنے لگی + چُوہے کے ایک بِل کے پاس مٹّی کا ڈھیر لگا
پڑا تھا۔ اُس نے اس ڈھیر کو سمیٹا۔ اور ایک برتن میں ڈالا۔ مگر
اس کے ہاتھ کو کچھ سخت معلوم ہوا۔ جب اُس نے اُسے کریدا
تو اُس میں اُسے عجیب چیز نظر پڑی یعنی ایک سونے کی چمپا کلی ملی
مگر اُس نے سمجھا۔ کہ شاید یہ پیتل کی ہو۔ اس نے اُسے پونچھا۔
اور صاف کر کے دیکھا۔ کہ وُہ بہت خوب صُورت بنی ہوئی

ہے۔ اور ضرور سونے کی ہے۔ چوہوں نے اُس کے ڈورے کو جگہ جگہ سے کاٹ رکھا تھا۔

اب اس لڑکی کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ چمپا کلی ضرور سونے کی ہے۔ اور اسے چُوہے کھینچ لائے ہیں۔ بے تحاشا اُس کا جی چاہا کہ اُسے لے کر ابھی گھر چلی جاؤں۔ اور کسی کو کچھ نہ بتاؤں۔ مگر اُس نے پھر کچھ سوچا۔ پھر یہ دل چاہا۔ کہ چمپا کلی کو بالکل چھپا لینا چاہیئے۔ یہ میری قسمت کا مال ہے لیکن فوراً ہی اُس کے

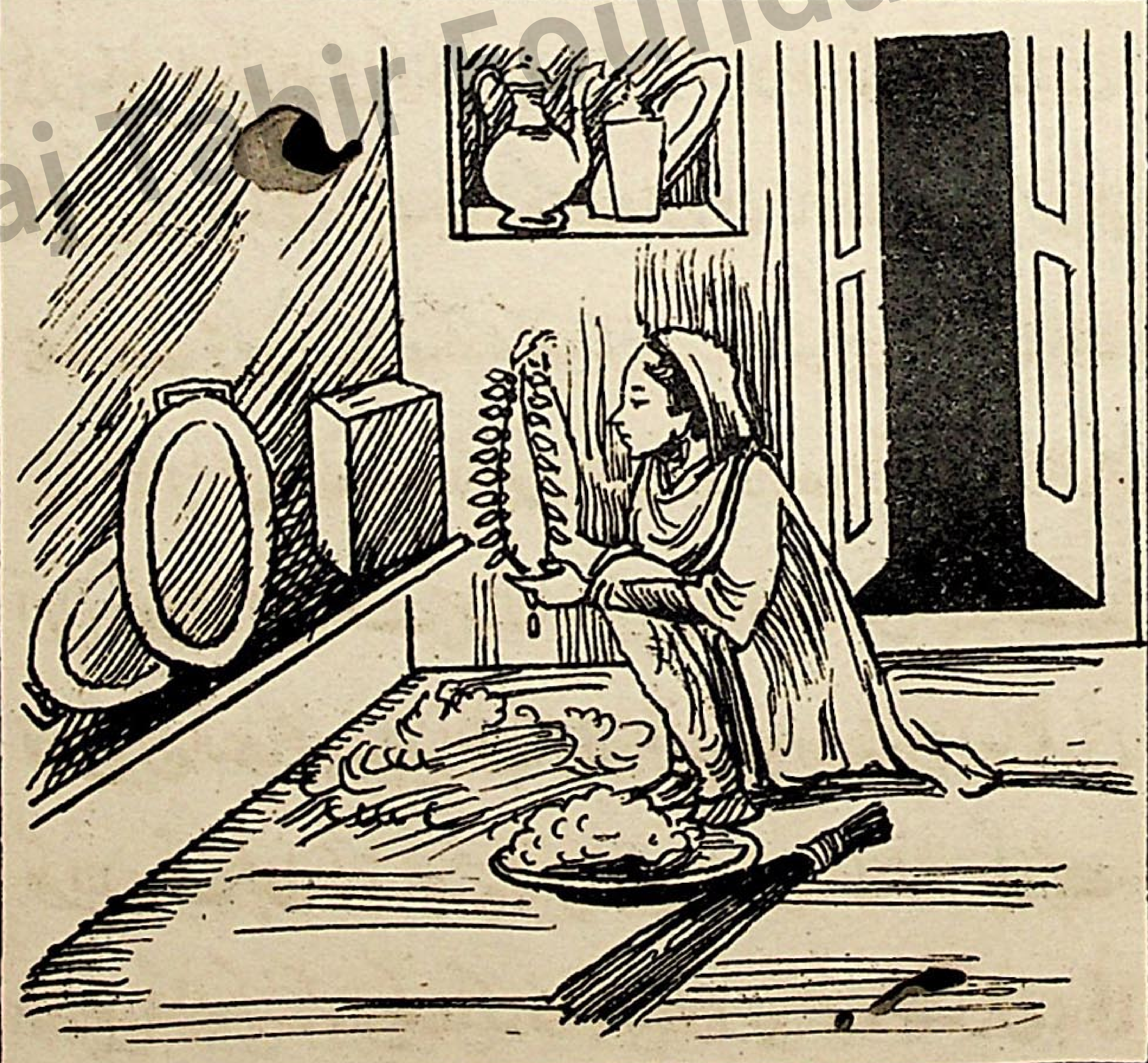

Taj Tahir Foundation

دِل نے اُسے ملامت کی + تب اُس نے کہا۔ کہ ہائے اس ذرا سے سونے کے لئے مَیں چور بنوں گی ؟ چاہے مَیں غریب ہوں۔ مگر غریب ہونے کے ساتھ مَیں اپنے آپ کو عیب تو نہیں لگاؤں گی + یہ چند دانے سونے کے کَے دِن میرے کام آئیں گے ؟ بہتر ہے۔ مَیں یہ چمپا کلی ابھی جا کر بیوی کو دِکھا دوں +

مگر پھر اُس نے سوچا۔ کہ شاید یہ چمپا کلی چوہے کسی اَور کی یہاں لائے ہوں + اگر مَیں بیوی کو بتا دوں گی۔ تو چاہے اُن کی ہو یا نہ وہ مجھے تو ہرگز نہ دیں گی۔ بہتر ہے۔ کہ مَیں چُپکی ہو رہوں۔ کوئی کچھ پُوچھے تو بتاؤں۔ ورنہ کچھ نہ کہوں +

اس خیال کے بعد اُس کے دِل میں دُوسری طرح کا خیال آیا۔ وُہ دِل میں کہنے لگی۔ کہ یہ بھی ایمان داری کی بات نہیں۔ کہ کوئی پُوچھے۔ تب بتاؤں۔ نہیں تو چُپکی ہو رہوں۔ جو چیز مجھے اُن کے گھر میں سے ملی۔ وُہ ضرور انہیں کی ہے۔ اور مَیں اُنہیں کو دوں گی + یہ سوچ کر اُس نے فیصلہ کر لیا۔ کہ

چاہے کچھ ہو۔ چمپا کلی ہرگز اپنے پاس نہ رکھوں گی + آخر اس نے چائے تیار کی۔ اور سینی میں سب سامان لگا کر اس میں ہی چمپا کلی رکھ کر بیوی کے سامنے لے گئی + بیوی نے چمپا کلی کو دیکھ کر پوچھا۔ کہ "ہیں یہ کیا؟" لڑکی نے خوشی سے بیان کیا۔ کہ بیوی جی یہ مجھے چوہے کے بل میں سے ملی ہے +

بیوی نے چمپا کلی کو ہاتھ میں اٹھا کر دیکھا۔ تو مارے خوشی کے چلا اٹھیں۔ کہ "مل گئی۔ مل گئی۔ میری پیاری بہن

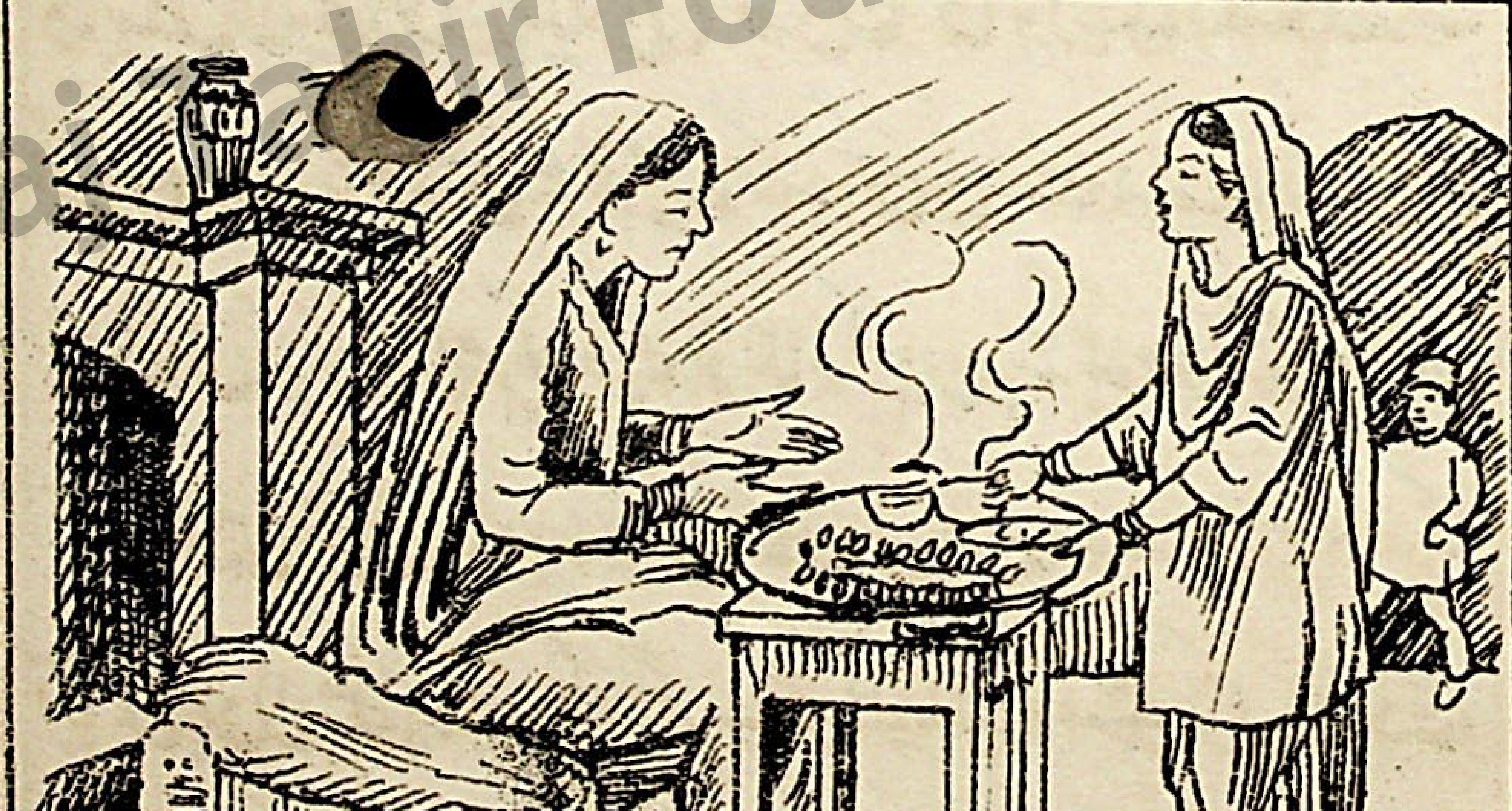

کی نشانی مل گئی"۔

یہ سُن کر اَور بچے دوڑے آئے۔ اور سب اس چمپا کلی کو دیکھ کر حیران ہوئے۔ بیوی نے بٹوا کھول کر فوراً پانچ روپے نکال کے لڑکی کو انعام دیا۔ لڑکی نے جھک کر سلام کیا۔ اور وہ ان پانچ روپوں کو لے کر اس قدر خوش ہوئی۔ کہ اگر وہ چمپا کلی رکھ لیتی۔ تو ہرگز اُس کو اتنی خوشی نہ ہوتی۔

بیوی نے بیان کیا۔ کہ مَیں ایک روز نہا کر نکلی۔ تو باورچی خانے میں چلی گئی۔ چمپا کلی ہاتھ میں تھی۔ اُسے ایک مونڈھے پر رکھ دیا۔ اور کسی کام میں لگ گئی۔ بہت دیر بعد مُجھے چمپا کلی کا خیال آیا۔ تو تمام گھر دیکھ ڈالا۔ کہیں پتہ نہ چلا۔ کئی نوکروں کو سزائیں ملیں۔ اور اُنہیں نکال دیا۔ مگر اب معلوم ہُوا۔ کہ اصل میں اِسے چُوہے چُرا کر لے گئے تھے۔ مُجھے اس چمپا کلی کا زیادہ افسوس اس واسطے بھی تھا۔ کہ میری بہن کی نشانی تھی۔ لڑکی بہت خُوش ہوئی۔ کہ مَیں نے اپنی بیوی کو اُن کی چیز دے کر اس قدر خوش کر لیا۔

پڑھنا لکھنا

پیارے بچّو۔ اگر تم اچھّے آدمی بننا چاہتے ہو۔ تو پڑھنے لکھنے سے جی نہ چراؤ۔ پڑھ لکھ کر ہی آدمی امیر بنتے ہیں۔ اور پڑھے لکھے ہی آدمی کی سب عزّت کرتے ہیں۔ بڑے بڑے امیر اور بڑے بڑے افسر پڑھے لکھّے آدمیوں سے خوش ہو کر ملتے اور اُن کو عزّت سے اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔

ایسے بہت لڑکے ہیں۔ جو پڑھنے لکھنے سے جی چُراتے اور تمام دن کھیل کُود میں لگے رہتے ہیں۔

ایک دولت مند کا لڑکا تھا۔ اس کے بہت سے نوکر چاکر تھے۔ اس کی سواری کے لئے اچھّے اچھّے گھوڑے اور عُمدہ سے عمدہ قسم کی فٹن تھی۔ جب وُہ ہوا خوری کو جاتا۔ تو اُس کے ساتھ دو چپراسی جاتے تھے۔ جب وُہ مدرسے جاتا۔ تو ایک چپراسی اس کا بستہ اُٹھا کر چلتا۔ اور ایک چپراسی

Taj Tahir Foundation

اس کے سر پر چھتری کی چھاؤں کرتا۔ اس لڑکے کے کپڑے بھی بہت اچھے اچھے تھے۔ وُہ ہمیشہ نئے نئے جوڑے بدلتا تھا۔

یہ سب کچھ تھا۔ پر اس لڑکے کو لکھنے پڑھنے کا بالکل شوق نہیں تھا۔ وُہ دن بھر کھیلتا۔ اور مدرسہ میں بھی جا کر شوخی کرتا۔ پہلے تو وُہ کئی دفعہ امتحان میں فیل ہُوا۔ پھر اُسے ماسٹر نے مدرسے سے نکال دیا۔

جب وُہ لڑکا بڑا ہُوا۔ تو اُس نے اور بھی بُری بُری عادتیں سیکھ لیں۔ پتنگ اُڑانا۔ مرغ لڑانا۔ بٹیریں پالنا۔ گھر کی چیزیں ماں سے بن پُوچھے لوگوں کو دے دینا۔ اور نُقصان کرنا۔ اس کا باپ اس کی بُری عادتوں کو دیکھ دیکھ کر اس سے خفا رہنے لگا۔ اور جب اُس لڑکے نے ماں باپ کا کہا ماننا چھوڑ دیا۔ تو باپ نے اُسے اپنے گھر سے نکال دیا۔ اور کہا۔ کہ جاؤ۔ اور آپ کما کر کھاؤ۔ تب یہ لڑکا بہت مُشکل میں پڑ گیا۔ اور جو کچھ اُس کے پاس تھا۔ جب وُہ خرچ ہو گیا۔ تو

وہ بہت غریب ہو گیا۔ اُسے روٹی تک کھانے کو نہیں ملتی تھی۔ آخر وُہ چار پانچ روپے کا نوکر ہو گیا۔ عادتیں تو اُس کی خراب تھیں ہی۔ اُس نے کسی کی کچھ چیزیں چرالیں۔ اس پر پولیس والوں نے اُسے پکڑ کر قید کروا دِیا۔ اور اس طرح وُہ ایسا بدنام ہوا۔ کہ کوئی بھلا مانس آدمی اُس کے پاس تک نہیں آتا تھا۔

دیکھو۔ اگر وُہ لڑکا پڑھتا لکھتا۔ اچھّی باتیں سیکھتا۔ تو اپنے باپ کی طرح کیسا امیر ہو جاتا۔ اور سب اُس کی کیسی عِزّت کرتے۔ پر اُس نے ایسا نہ کیا۔ اور وُہ نہایت خراب اور غریب ہو گیا۔

پس اے پیارے بچّو۔ پڑھنے لِکھنے کو بہت اچھّا جانو۔ اور کھیل کے وقت بے شک کھیلا کرو۔ پر جو پڑھنے کا وقت ہے۔ اس وقت خوب دِل لگا کر پڑھا کرو۔ کہ تم اچھّے بیٹے بنو۔

Taj Tahir Foundation

کیا چاہتے ہو؟

ایک دِن ایک پیارا پیارا خُوب صُورت بچّہ ایک باغ میں پھر رہا تھا۔ اتنے میں اُسے ایک پری ملی۔ اُس نے اُسے دیکھ کر پُوچھا۔ کہ "اے پیارے ننّھے بچّے تمہارا کیا نام ہے؟" لڑکے نے جواب دیا۔ "میرا نام یُوسف ہے" پری نے کہا۔ کہ "اگر تم میرے ساتھ چلو۔ تو مَیں تم کو اپنے تخت پر بٹھا کر اپنے گھر لے جاؤں۔ اور تمہیں وہاں ایسی ایسی اچھّی چیزیں دکھاؤں۔ جو تم نے کبھی بھی نہ دیکھی ہوں گی"۔

لڑکے نے جواب دیا۔ کہ "مَیں اچھّی چیزوں کے واسطے اپنی امّاں کو نہیں چھوڑتا۔ مَیں اپنی امّاں کا بیٹا ہُوں۔ اور اُنہیں کے پاس رہوں گا"۔

پری کو لڑکے کی یہ بھولی بھالی بات بہت پسند آئی۔ اور اُس نے کہا۔ کہ اچھّا اگر تم ہمارے ساتھ نہیں چلتے۔ تو تم کو جو چیز چاہئے۔ تم ہم سے مانگو۔ تم ہم سے جو مانگو گے۔

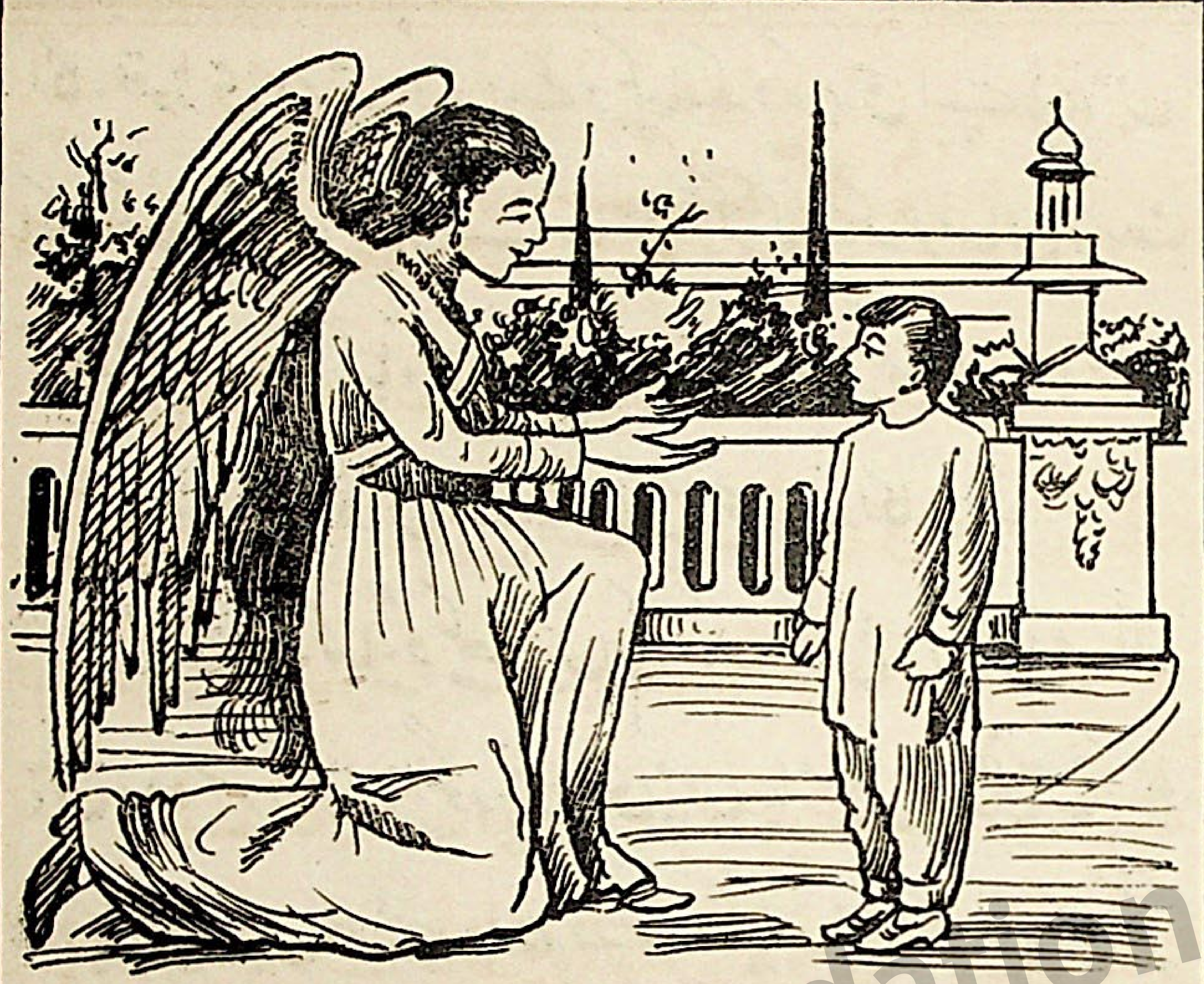

Taj Tabir Foundation

ہم وہی لاکر تم کو دیں گے ۔

لڑکا یہ سُن کر تھوڑی دیر تک سوچ میں پڑا۔ پھر بولا۔ کہ مجھے ایک ایسا درخت لادو۔ جس میں طرح طرح کے میوے لگے ہوں ۔

پری نے بچّے کو گود میں لے کر بہت سا پیار کیا۔ اور کہا۔ کہ اچھّا کل میں وُہ درخت تُم کو لادُوں گی ۔

لڑکا دُوسرے دِن باغ میں آکر پری کا انتظار کرنے

لگا۔ تھوڑی دیر میں اُس نے دیکھا۔ کہ وہ پری اپنے ہاتھ میں ایک گملا لئے چلی آ رہی ہے۔ پاس آ کر کہا۔ کہ لو میاں یوسف تمہارا درخت آ گیا"۔ لڑکا اس درخت کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہُوا۔ اور خوشی سے تالیاں بجانے لگا۔

پری نے کہا۔ "دیکھو اس کی ایک شاخ میں تو آم لگے ہیں۔ دوسری میں انگور۔ تیسری میں جامنیں۔ چوتھی میں آڑو۔ اور پانچویں میں فالسے۔ اور درخت ایک ہی ہے"۔ یہ کہہ کر پری نے درخت کا گملا لڑکے کے ہاتھ میں دیا۔ اور آپ اُسے پیار کر کے غائب ہو گئی۔

لڑکا اس گملے کو لے کر گھر آیا۔ اس روز اُس کے گھر میں ایک میلہ لگ گیا۔ سب لوگ اس عجیب درخت کو دیکھنے کے لئے آتے تھے۔ اور دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے۔

ایک بُوڑھا آدمی آیا۔ اور اُس نے اس درخت کو دیکھ کر کہا۔ کہ بے شک یہ درخت عجیب ہے۔ مگر یہ اصلی درخت نہیں ہے۔ موم کے پھل پتّے ہیں۔ اور ایسی خوب صورتی

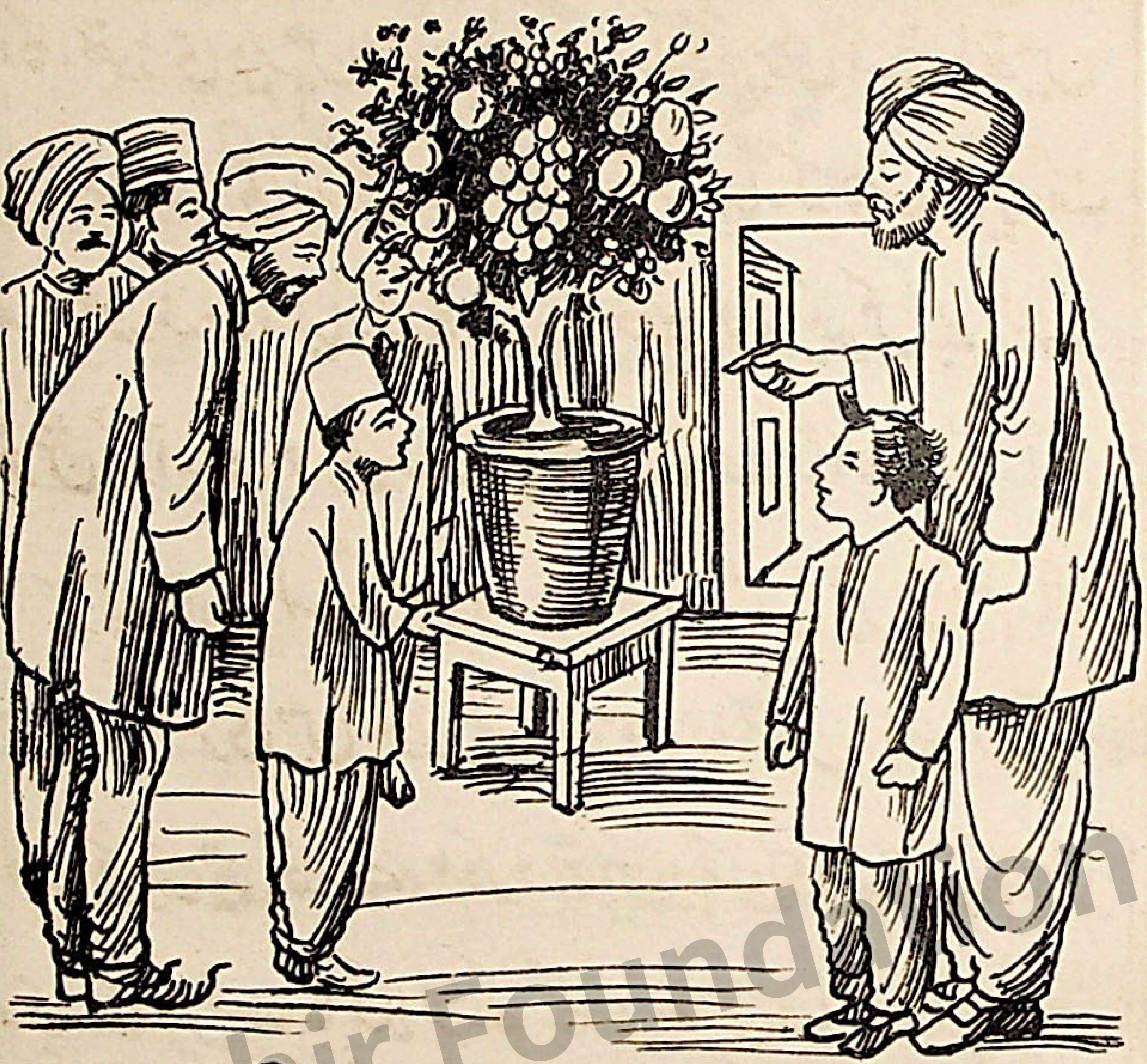

سے بنائے ہیں۔ کہ بالکل اصلی معلوم ہو رہے ہیں۔ میاں یُوسف ہمیں تو تب زیادہ خوشی ہو گی۔ جب تم خود اس گملے کے بُوٹے کی طرح نظر آؤ۔ تم بھی تو ایک چھوٹا بوٹا ہو + تم پڑھ لکھ کر بہت سی اچھّی اچھّی عادتیں پیدا کر سکتے ہو۔ تمہاری وُہ اچھّی عادتیں۔ اور میٹھی باتیں تمہارے پھل ہوں گے +

Taj Tahir Foundation

جانور اچھّے کہ آدمی؟

کچھ ننھّے ننھّے لڑکے آپس میں مِل جُل کر کھیل رہے تھے۔ اُن میں سے ایک لڑکا بولا۔ کہ جانور اچھّے ہوتے ہیں کہ آدمی؟

سب لڑکوں نے جواب دیا۔ آدمی+ چھوٹا لڑکا بولا۔ کہ جو آدمی بُرے کام کرتے ہیں۔ ان سے تو جانور ہی اچھّے ہوتے ہیں۔

لڑکوں نے پوچھا۔ وُہ کیونکر؟

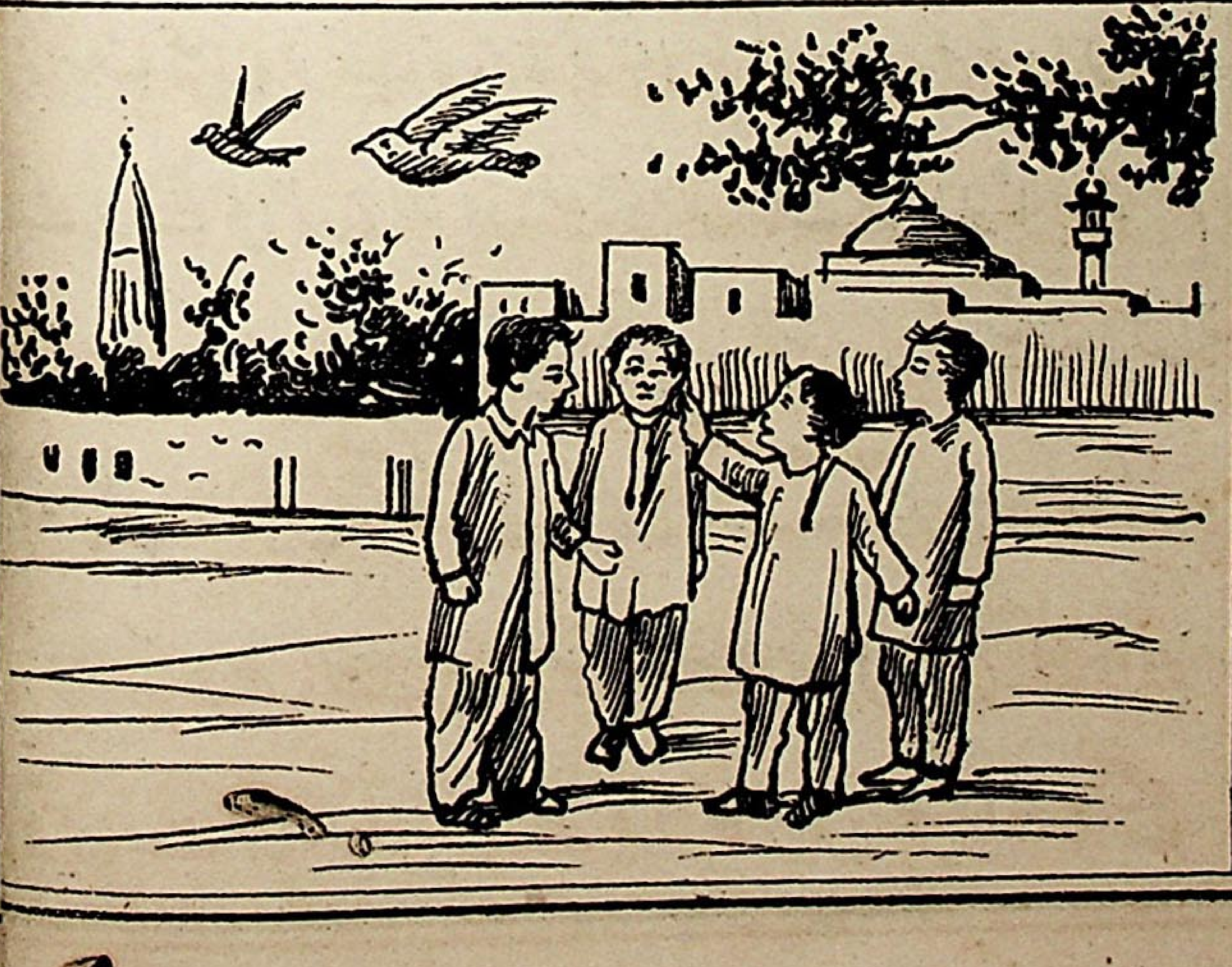

Taj Tahir Foundation

چھوٹے لڑکے نے کہا۔ کہ دیکھو۔ تُم نے سُندر سے کہا تھا۔ کہ آؤ اینٹوں کا گھر بنائیں + سُندر نے کہا۔ کہ مجُھ سے اینٹیں نہیں اُٹھتیں۔ اس پر تُم نے سُندر کو مارا + ہمارے گھر میں ایک چڑیا رہتی ہے۔ مَیں اس کا تماشا دیکھا کرتا ہوں + وُہ اپنے گھونسلے کے واسطے آپ ہی تنکے چُن چُن کر لے جاتی ہے۔ اور دُوسری چڑیوں کو اپنا گھونسلا بنانے کے لئے کبھی نہیں بُلاتی + پھر تم سے چھوٹی چڑیا اچھّی ہے۔ جو اپنا گھر بنانے کا اتنا بڑا کام آپ کر لیتی ہے۔ تم سے اپنے کھیلنے کا ایک چھوٹا سا گھر بھی نہیں بنتا!

یہ سُن کر سب لڑکے شرمندہ ہوئے +

سچ اور جھُوٹ

ایک صاحب بچّوں کے ایک اسکول میں گئے۔ اور بچّوں سے کہا۔ کہ تم میں سے جو لڑکا ہمیں اس بات کا صحیح

جواب دے گا۔ کہ سچ کی کیسی صُورت ہے۔ اُسے ہم انعام دیں گے ؞

ایک چھوٹا لڑکا اپنے اُستاد کی اجازت سے اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور کہا۔ کہ صاحب مَیں آپ کے اس سوال کا جواب دُوں گا۔ صاحب نے کہا۔ اچھّا بتاؤ۔ لڑکے نے اپنی سلیٹ کے سِرے پر دو نقطے ڈالے۔ اور پھر اس طرح ——— ایک سیدھی لکیر کھینچ کر کہا۔ کہ سچ کی شکل ایک سیدھی لکیر کی طرح ہے۔ پھر اُسی سلیٹ پر اُس نے ٹیڑھی ترچھی لکیریں ڈالیں۔ اور کہا۔ کہ جھوٹ کی شکل ایسی ہے ؞

صاحب یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور اُنھوں نے ایک خُوب صُورت قلم دان اس لڑکے کو انعام دِیا ؞

ایک اَور لڑکے نے کہا۔ کہ مَیں بھی جھوٹ اور سچ کی شکل بنا سکتا ہُوں۔ صاحب نے کہا۔ بتاؤ۔ لڑکے نے کہا۔ کہ سچ ایسا چمک دار ہے۔ جیسے دِن۔ اور جھُوٹ ایسا کالا سیاہ ہے۔ جیسے رات ؞

صاحب نے کہا۔ یہ بھی درست ہے۔ اور فوراً اُسے ایک خوب صورت کتاب انعام میں دی ؎

ایک بچّے کو نصیحت

ایک مکان کے پچھواڑے کچھ غُل سُنائی دیا۔ ماں نے فوراً کھڑکی کھولی۔ اور دیکھا۔ کہ اس کا لڑکا بلّی کو ڈھیلے مار رہا ہے ؎

ماں نے کہا "ہیں۔ احمد! یہ کیا۔ غریب بلّی کو کیوں مار رہے ہو؟" لڑکے نے جواب دیا۔ کہ امّاں جی۔ دیکھو تو۔ یہ بلّی کیسی کیچڑ سے بھری ہوئی ہے؟ ماں نے کہا۔ بس یہی بات ہے۔ کہ کچھ اَور سبب ہے؟ لڑکے نے جواب دیا۔ دیکھو یہ کیسی گندی ہو رہی ہے۔ ہم اسے اپنے گھر میں نہیں رکھتے۔ ہمیں اچھی نہیں لگتی ؎

ماں کچھ اَور جواب دینے کو تھی۔ پر وہ اُس وقت چپکی

Taj Tahir Foundation

ہو کے گھر میں چلی آئی ۔

تھوڑی دیر میں احمد روتا ہوا اندر آیا۔ وہ کھیلتے کھیلتے کہیں کیچڑ میں گر پڑا۔ تمام کپڑے خراب ہو گئے۔ مُنہ بھی بھر گیا۔ ماں کو پکارنے لگا۔ کہ آ کے مجھے صاف کرو۔

ماں اُٹھ کر اُس کی طرف چلی۔ پر کچھ سوچ کر پھر بیٹھ گئی۔ اور اپنی لڑکی سے جو اُس کے پاس بیٹھی کچھ سی رہی تھی۔ پوچھنے لگی۔ ننھی تمہیں کچھ معلوم ہے۔ کہ مٹّی کے ڈھیلے کہاں رکھے ہیں؟ لڑکی بے چاری حیران ہو کر ماں کا مُنہ تکنے لگی۔ کہ آپ ڈھیلے کیا کریں گی۔

ماں بولی "دیکھو یہ لڑکا کیچڑ میں بھرا ہوا کیسا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے گھر میں ایسا گندا لڑکا رکھنا اچھا نہیں لگتا۔ ہم اِسے ڈھیلے مار کر نکالتے ہیں"۔

احمد نے جب یہ سُنا۔ تو اُسے اپنا قصور یاد آیا۔ کہ مَیں نے بلّی کو ناحق ستایا تھا۔ اُس نے ہاتھ جوڑ کر ماں سے کہا۔ کہ "پیاری امّاں جان۔ اس دفعہ میرا قصور مُعاف کیجئے پھر

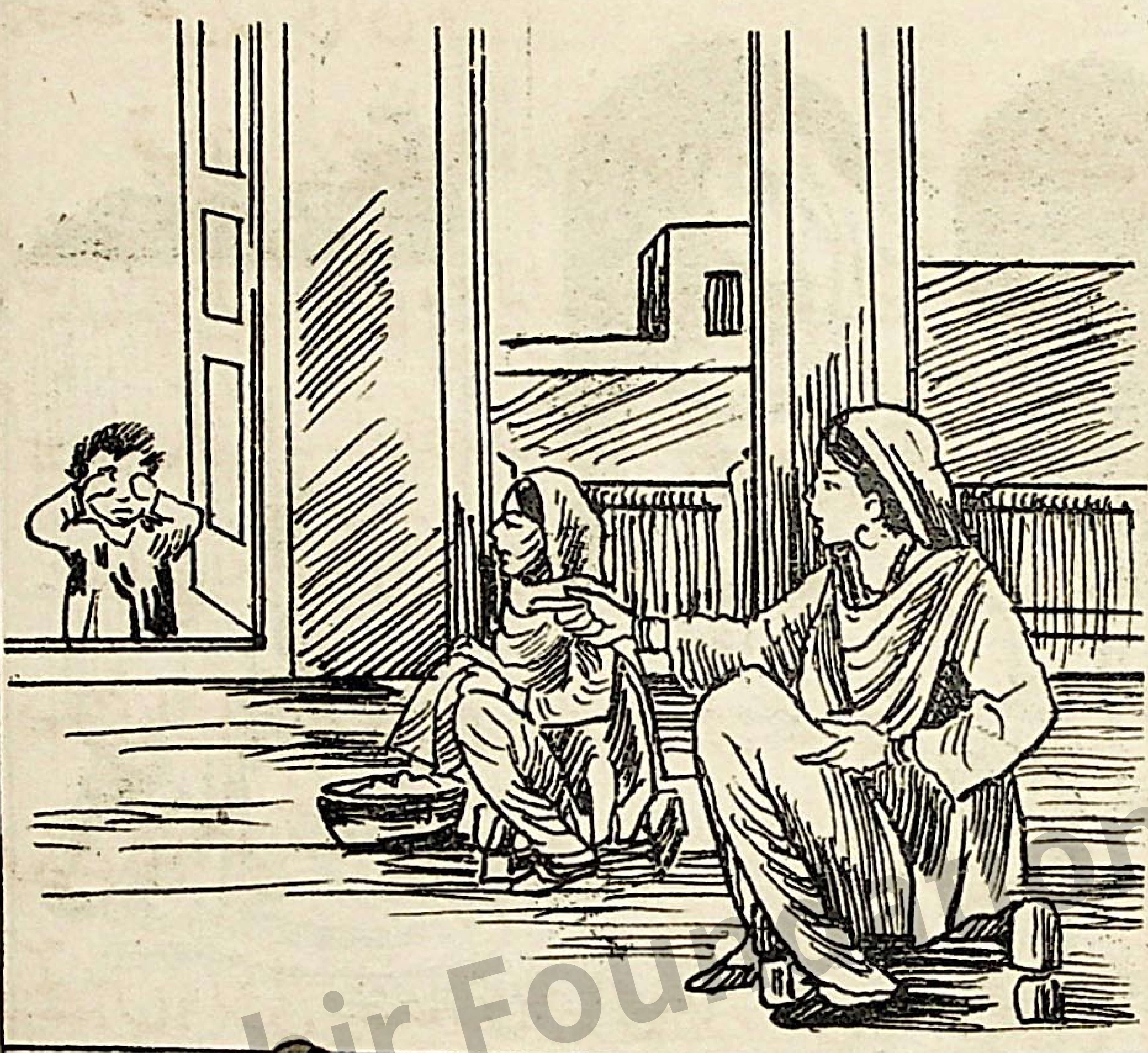

کبھی ایسا بُرا کام نہ کروں گا"۔

ماں نے اُس کا قصور مُعاف کیا۔ اور اُٹھ کر اُسے نہلایا

اُس کے آنسو پونچھے۔ اور اُسے نئے کپڑے پہنائے۔

تب سے اُس لڑکے نے پھر کسی جانور یا آدمی کو نہ

ستایا۔ اور بہت اچھّا بیٹا بن گیا۔

Taj Tahir Foundation

میرا کہا اور نہ مانو!

شام کا وقت تھا۔ سردی زیادہ ہو رہی تھی۔ اندھیرا چھا رہا تھا۔ سعید اپنے لکڑی کے گھوڑے سے کھیلتا پھرتا تھا۔ وُہ سردی سے ٹھٹھرا ہُوا بھاگتا بھاگتا گھر آیا۔ تو اُس کی ماں نے کہا۔ "سعید دیکھو آج سردی زیادہ ہے۔ فلالین کی

قمیص پہنو۔ ایسا نہ ہو۔ ٹھنڈ لگ کر بیمار ہو جاؤ۔"

سعید نے کہا۔ "ہمیں اس کا میلا میلا رنگ اچھا نہیں لگتا۔ ہم تو لٹھے کی سفید قمیص پہنیں گے۔" ماں نے کہا۔ اور جو بیمار ہو گئے۔ تو پھر؟

سعید نے کہا۔ "ہم بیمار نہیں ہُوا کرتے۔"

ماں نے کہا۔ "میرا حکم مانو۔ نہیں تو مَیں تم سے خفا ہو جاؤں گی۔ اور تم سے بالکل نہ بولوں گی۔"

شوخ بچّے نے جواب دیا۔ "خفا ہوتی ہو تو ہو جاؤ۔ پڑی نہ بولو۔ ہم تو لٹھے ہی کی قمیص پہنیں گے۔ فلالین کی ہم نہیں پہنتے۔"

یہ سُن کر ماں کو بہت غصّہ آیا۔ وہ فلالین اور لٹھے کی قمیص وہیں چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور یہ کہہ کر چلی گئی۔ کہ نہیں پہنتا تو نہ پہن کھا اپنا سر۔

شریر سعید نے اپنی ضد پُوری کی۔ اور لٹھے ہی کی قمیص پہنی۔ شام کا وقت تھا۔ ٹھنڈ کچھ زیادہ تھی۔ سعید پر اس کا

اثر ہؤا۔ جب صبح کو وہ اُٹھا۔ تو اُس کی چھاتی بھاری تھی۔ ناک بند تھی۔ اور بدن کچھ گرم تھا۔ اُٹھتے ہی اُسے چھینکیں آئیں۔

ماں نے جانچ لیا۔ کہ سعید کو ٹھنڈ پہنچی۔ اور زکام ہو گیا اب کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد خاصہ بُخار چڑھ گیا۔ اور بچّہ تکلیف سے رونے لگا۔

ماں نے کہا۔ "سعید میرا کہنا اَور نہ مانو! یہ میرا کہنا نہ ماننے کی سزا ہے۔ اگر تم فلالین کا کُرتہ پہن لیتے۔ تو تمہارا یہ حال کیوں ہوتا؟ اب کیوں روتے ہو۔ اور مُجھے کیوں بُلاتے ہو؟ تم تو کہتے تھے۔ خفا ہوتی ہو۔ تو ہو جاؤ!"

سعید اب زیادہ رونے لگا۔ اور بولا۔ کہ امّاں جان۔ مَیں نے بہت بُرا کام کیا۔ تمہارا کہنا نہ مانا۔ میرا قصور مُعاف کردو۔ اب مَیں ہمیشہ کہنا مانا کروں گا۔

تب ماں اپنے بیٹے کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ اُسے پیار کیا۔ اُس کے لئے دوا منگوائی۔ اور دن میں کئی دفعہ پلائی۔

پھر بھی سعید کو دو دن رات برابر بُخار رہا۔ اور بڑی مُشکل سے اُترا۔

بچّو۔ اس بات کو یاد رکھّو۔ کہ جو کچُھ تمہاری مائیں جانتی ہیں۔ وہ تُم نہیں جانتے۔ ماں کا کہا آنکھ بند کرکے مانو۔ ماں جو کچُھ کہے۔ بس تم وہی کرو۔ ایسا کرو گے۔ تو کبھی نقصان نہ اُٹھاؤ گے۔

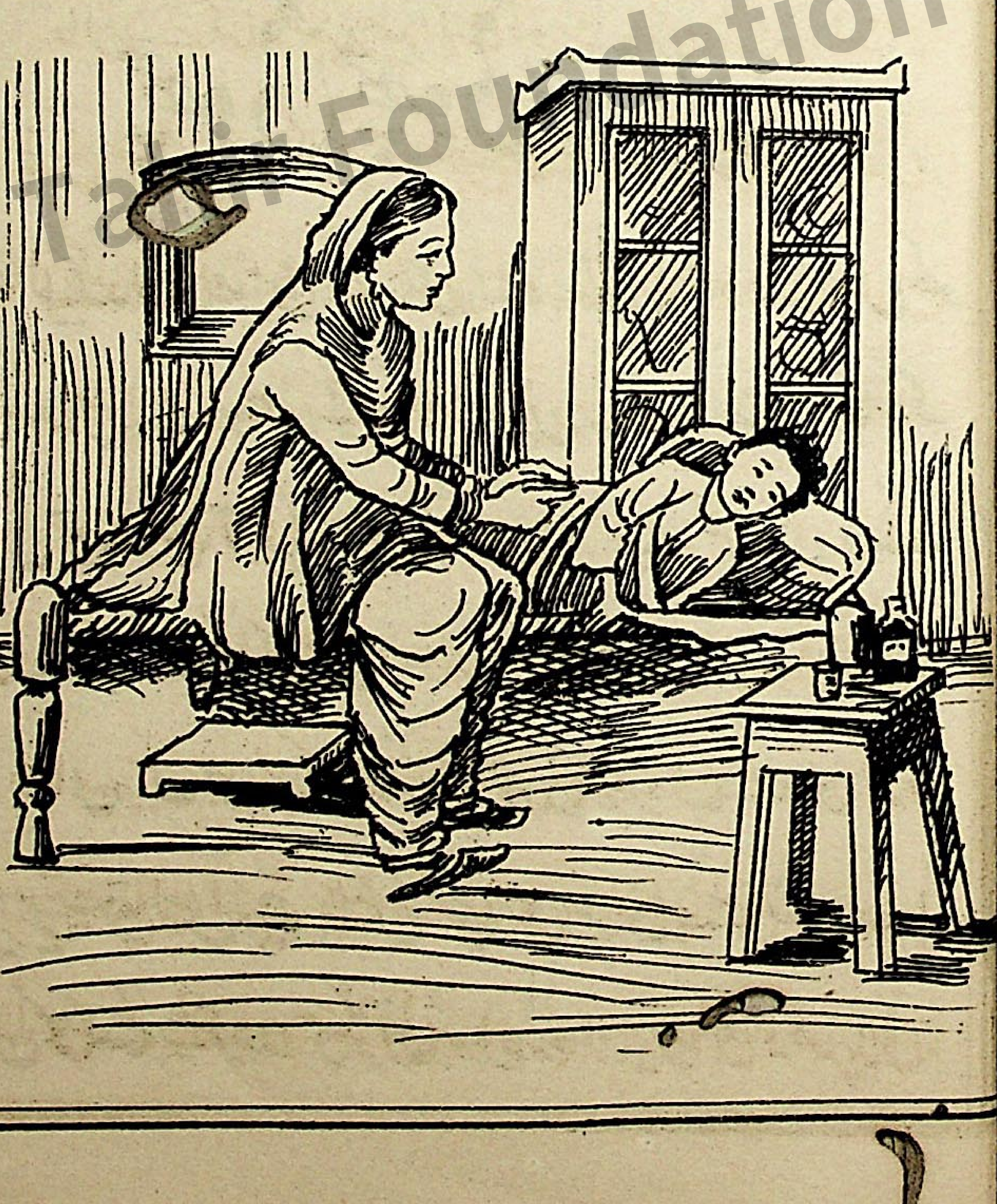

Taj Tahir Foundation

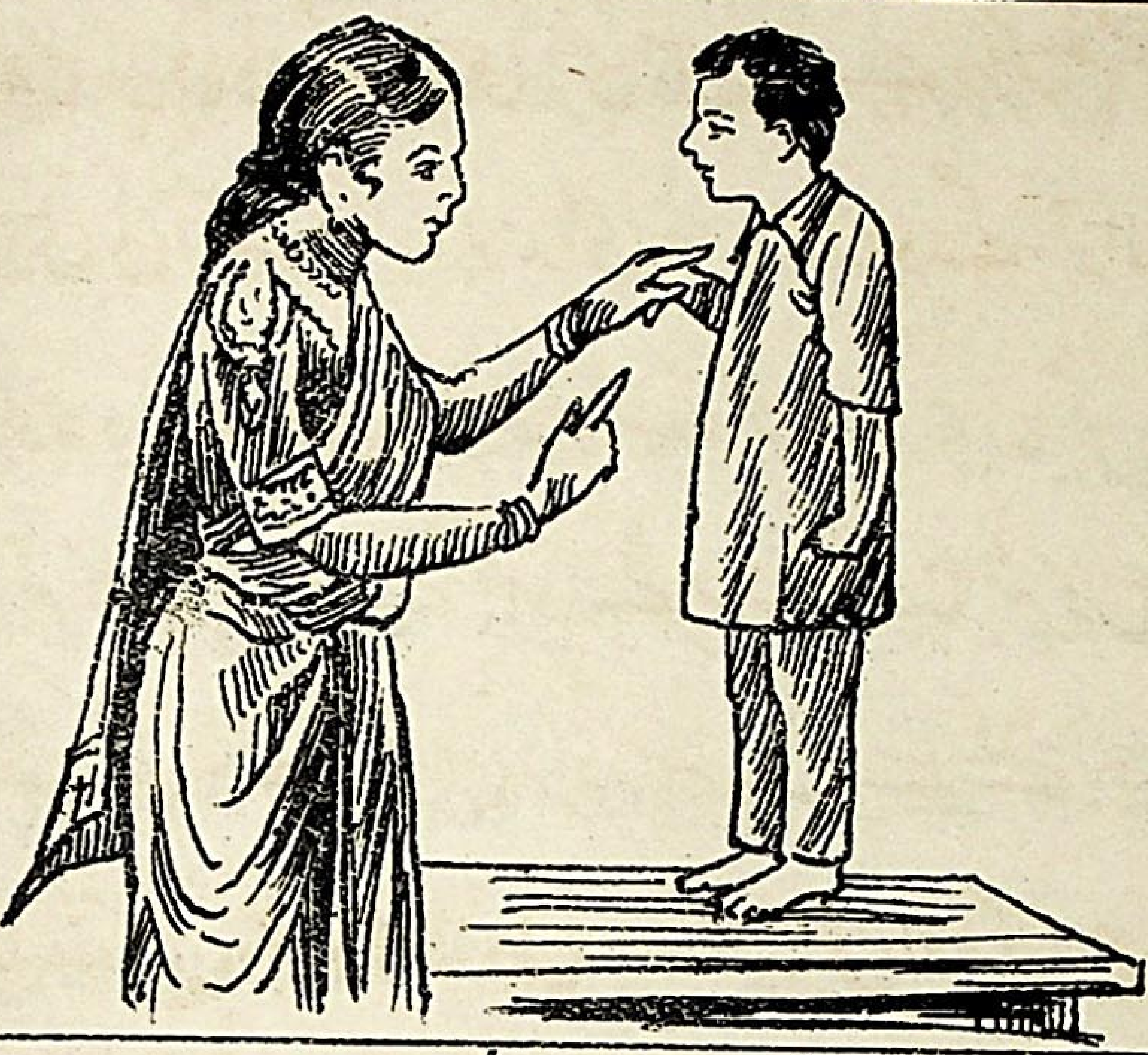

چھوٹی چھوٹی چیزیں

ایک دن موہن نے ماں سے سُوئی لی۔ اور کہیں کھو دی۔ ماں نے موہن کو گھُرکا۔ موہن نے جواب دیا۔ کہ امّاں جی سوئی تو ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ تُم اُس کے کھوئے جانے کا کیوں افسوس کرتی ہو؟

ماں نے جواب دیا۔ بیٹا چھوٹی چیزوں سے ہی بڑی چیزیں بنتی ہیں۔ مَیں اس ننھی سی سُوئی سے تُمہارے ابّا جان کا کتنا بڑا کوٹ سی لیتی ہُوں۔"

Taj Tahir Foundation

دیکھو پانی کی بُوند کیسی ننھّی سی چیز ہے۔ اگر تم کسی برتن میں پانی کی ایک ایک بُوند بھی ڈالتے رہو گے۔ تو ان ننھّی ننھّی بُوندوں سے پیالہ بھر جائے گا ۔

تم کاغذ پر چھوٹے چھوٹے حرف لکھنا شروع کرتے ہو۔ اس سے کتنی بہت سطریں۔ اور سطروں سے کتنے بہت کاغذ بھر جاتے ہیں۔ اور کاغذوں سے کاپیاں اور کتابیں ۔

موہن تم ایک ایک لفظ پڑھا کرو۔ تو مہینے بھر میں تم کو تیس لفظ یاد ہو جائیں گے ۔

پیارے موہن تم چھوٹی چیزوں کو کمی نہ سمجھو۔ یہ بہت کام کی چیزیں ہیں۔ دیکھو۔ جب تم پیدا ہوئے تھے۔ تو اتنے چھوٹے تھے۔ جتنا تمہارا ننھّا بھائی ہے۔ بلکہ اب تو یہ بھی بڑا ہو گیا ہے۔ تم اس سے بھی چھوٹے تھے۔ اب تم دیکھو کتنے بڑے ہو گئے ہو ۔

خُدا نے تمہیں جیتا رکھا۔ تو تم اپنے ابّا جان کے برابر ہو جاؤ گے۔ پھر ہم سب کو خوب آرام دیا کرو گے ۔

Taj Tahir Foundation

چھوٹی چیزیں بڑی ہو کر بہت کام کی ہو جاتی ہیں۔اور بہت فائدہ پہنچاتی ہیں ؂

بے ہاتھ دھوئے؟

ناصر بہت سمجھ دار بچّہ ہے۔اُسے جو بات سمجھائی جاتی ہے۔وُہ اُسے خوب یاد رکھتا ہے۔اور برابر اُسی طرح کرتا ہے۔ اُس کی امّاں نے اُسے سمجھایا۔کہ "بیٹا۔کھانا کھانے سے پہلے ہمیشہ ہاتھ دھو لیا کرو۔اور کھانا کھا کر بھی ہاتھ دھو کر خوب صاف کیا کرو"۔وُہ ماں کا کہنا کبھی نہیں بھُولتا ؂

ایک دن ناصر اپنی بہن کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔کہ بڑا بھائی مجید بھی آ گیا۔اور اُنہیں کھانا کھاتے دیکھ کر بولا۔ "اُہا ہمارے لئے پہلے ہی کھانا نکال رکھّا ہے!" یہ کہہ کر وُہ بے ہاتھ دھوئے کھانا کھانے آ بیٹھا۔کلثوم بولی۔"ہیں! بے ہاتھ دھوئے؟ تم سے تو چھوٹا بھائی ہی تمیز دار ہے۔

کہ بے ہاتھ دھوئے کھانا نہیں کھاتا۔ تم اتنے بڑے ہو گئے۔ اور کھانا کھانے کی بھی تمیز نہیں آئی"۔

مجید بولا "بس جی بس آپ مجھے بہت نصیحتیں نہ کریں۔ ہمیں بہت بھوک لگ رہی ہے۔ نہ سامنے کوئی پانی کا لوٹا نہ تولیہ۔ خود تو اتنی تمیز سیکھی نہیں۔ کہ بھائی کے لئے سب سامان پہلے سے تیار کر رکھیں۔ اور لگیں بڑی بی بن کر نصیحتیں کرنے"۔

ناصر کھانا کھاتا یہ سُن کر اُٹھا۔ اور جھٹ پانی کا لوٹا بھر لایا۔ اور تولیہ بھی۔ اور کہا۔ کہ لو بھائی آپا کے بدلے مَیں تمہارے لئے پانی لے آیا ہُوں۔ لو جلدی سے ہاتھ دھو لو"۔

مجید نے ہاتھ دھو لئے۔ اور ہنس کر ناصر سے پُوچھنے لگا۔ "کہ کیوں میاں ناصر۔ کلثوم تمہیں اس کام کا کیا انعام دے گی؟"

ناصر نے کہا۔ "وُہ کیا انعام دیتیں؟ انعام تو مجھے ابھی مل گیا۔ بلکہ ایک انعام نہیں۔ دو انعام"۔ مجید نے کہا۔ وُہ کیا کیا؟

ناصر نے کہا۔ کہ ایک تو یہی کہ بڑے بھائی کا کام کر دیا۔ اس سے میرا دل خوش ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ تم ناپاک ہاتھ سے کھانا کھا کر میرا کھانا بھی گندا کر رہے تھے۔ وہ خراب ہونے سے بچ گیا۔

مجید بولا۔ "اچھا۔ تم بڑے مطلبی ہو۔ اپنے ہی مطلب کا کام کیا!"

کچھ پروا نہیں

ماں بولی۔ "بیٹا بلّی کے بچّے کے ساتھ بہت دیر کھیل چکے۔ اب کھیل ختم کرو۔ اپنا سبق یاد کرو۔ سبق یاد نہ ہُوا۔ تو ماسٹر خفا ہوں گے"۔

لڑکے نے جواب دیا۔ "کچھ پروا نہیں"۔

"تم کو ضرور پروا ہونی چاہیئے۔ پڑھو گے نہیں۔ تو اَن پڑھ رہو گے۔ امتحان میں فیل ہو گے۔ اور ذرا عزّت نہیں ہو گی"۔

لڑکے نے پھر وہی جواب دیا "کچھ پروا نہیں"۔ اور یہ کہہ کر پھر بلّی کے بچّے کے ساتھ کھیلنے لگا۔

ماں نے کہا "پریم نہیں مانتے؟ مدرسے کا وقت سر پر چلا آتا ہے۔ گھبراتے ہوئے ڈھونڈتے پھرو گے۔ کہ سلیٹ کہاں ہے! کاپی کہاں ہے۔ مدرسے کو دیر ہوئی جاتی ہے"۔

لڑکے نے پھر اُسی طرح تیسری دفعہ کہا۔ "امّاں جان! کچھ پروا نہیں"۔

ماں نے سوچا۔ کہ بچّے کو یہ تو بہت بُری عادت پڑی۔ کہ جو بات کہو۔ آگے سے یہی جواب دیتا ہے۔ کچھ پروا نہیں۔ یہ عادت ضرور چھڑانی چاہیئے۔ اور اسے ایسی نصیحت دینی چاہیئے۔ جو یہ یاد رکھّے۔

یہ سوچ کر اُس نے جان بُوجھ کر کھانے میں دیر کر دی نہ ہنڈیا تیار کی نہ روٹی پکائی۔

جب مدرسے جانے کا وقت ہُوا۔ پریم نے کہا۔ "امّاں

جان بھوک لگ رہی ہے۔" ماں نے کہا "کچھ پروا نہیں"۔ اور وُہ اسی طرح بیٹھی سلائی کرتی رہی۔ لڑکے نے تھوڑی دیر انتظار کر کے پھر کہا "اماں اسکول کا وقت ہوا جاتا ہے۔ کھانا دیر میں ہوا۔ تو میری غیر حاضری لگ جائے گی"۔

ماں نے پھر وُہی جواب دیا۔ کہ "کچھ پروا نہیں"۔

اب تو لڑکا گھبرایا۔ ماں نے پہلے کبھی ایسی بات نہیں کہی تھی۔ نہ اس رُوکھے پن سے جواب دیا تھا۔ وُہ حیران تھا۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ وُہ دو تین منٹ تک چُپ رہا۔ پھر بولا۔ کہ "اماں مجھے کھانے کو دو۔ مَیں بہت بھوکا ہُوں۔ مدرسے کے وقت میں بہت ہی تھوڑی دیر رہ گئی ہے۔ ماں نے تیسری دفعہ پھر وہی جواب دیا۔ کہ "کچھ پروا نہیں"۔

اب تو اُسے ماں کی اس بات کی سہار نہ رہی۔ وُہ رونے لگا۔ اور اپنی بے وقُوفی پر بہت پچھتایا۔ ماں کو معلوم ہو گیا۔ کہ اب اس لڑکے کو خوب نصیحت مل گئی۔ تب اُس نے سلائی کا کام رکھ دیا۔ اور اُسے پاس بُلا کر محبت سے سمجھایا۔

کہ بیٹا تم میں یہ بہت بُری عادت ہو گئی ہے ۔ کہ ہر بات کے جواب میں یہ ہی کہتے ہو ۔ کہ کچھ پروا نہیں ۔ اگر تمہاری طرح میں بھی یہی جواب دیا کروں ۔ کہ کچھ پروا نہیں ۔ تو تمہارے کھانے پینے ۔ کپڑوں کا بندوبست کس طرح ہو ۔ اور تمہارا کیا حال ہو جائے + تم اس عادت کو چھوڑو ۔ اور تمیز سیکھو + اگر تم میری مرضی پر نہ چلو گے ۔ اور میرے کہنے کی پروا نہ کرو گے ۔ تو سخت دُکھ اُٹھاؤ گے +

پریم کو اس بات کا نقصان اب تک معلوم نہ تھا ۔ اب اُسے ہوش آیا ۔ کہ پروا نہ کرنے سے کیا خرابی ہوتی ہے + پھر ماں نے اُسے کچھ روٹی کا توس اور دُودھ پلا کے رُخصت کیا ۔ اور اس سے پکّا وعدہ لیا ۔ کہ وُہ پھر کبھی ایسی نکمّی بات نہ کہے گا +

پریم نے اپنا وعدہ پُورا کیا ۔ پھر کسی نے اس کی زبان سے یہ بات نہ سُنی + پریم سچّا لڑکا ہے +

مُرغی کھوئی گئی

عزیز کو اپنی مُرغی بہت پیاری تھی۔ وُہ ہمیشہ اُسے اپنے ہاتھ سے دانہ کھلاتا۔ اور اپنے ہی ہاتھ سے دڑبے میں بند کرتا۔

ایک دن عزیز اپنے چچا ابّا کے ساتھ کوئی پندرہ دن کے لئے کہیں باہر چلا گیا۔ جب وُہ باہر سے واپس آیا۔ تو

Taj Tanz Foundation

اُس نے آتے ہی اپنی مُرغی کو پُوچھا۔ اُسے معلوم ہوا۔ کہ اس اُس کی مُرغی کھوئی گئی۔ یہ سُن کر اُسے بہت رنج ہوا۔ آخر اُس نے جان لیا۔ کہ میری مُرغی کو ضرور کوئی کُتّا بِلّی کھا گیا ہو گا۔

ایک روز جب وُہ مدرسے سے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ اُس کی مُرغی آنگن میں پھر رہی ہے۔ اور اُس کے ساتھ ننّھے ننّھے سے بچّے بھی چُوں چُوں کرتے پھرتے ہیں۔ عزیز مُرغی کو دیکھ کر مارے خوشی کے کُودنے لگا۔

اُسے معلوم ہوا۔ کہ مُرغی نے کسی چھُپی ہوئی جگہ میں انڈے دِئے۔ اور وہاں سینتی رہی۔ جب بچّے نکلے۔ تو اُن کو لے کر گھر آگئی۔

مجھے نہ دیکھو

ایک چھوٹا لڑکا کیچڑ میں بھرا ہُوا کھڑا ہے۔ جب اس کی بہن اُس کے پاس آئی۔ تو وہ مُنہ پھُلا کر بولا۔ ”مجھے نہ

دیکھو پیارے بچو۔ تم جانتے ہو۔ اُس نے یہ کیوں کہا؟

اس لڑکے کی ماں نے اُسے منع کیا تھا۔ کہ بچّے تم کُوئیں پر مت جانا + اس لڑکے نے ماں کا کہا نہ مانا۔ اور کُوئیں پر چلا گیا + وہاں بہت کیچڑ تھی۔ یہ لڑکا جو اس میں چلنے لگا۔ اس کا پاؤں پھسل گیا۔ دھڑام سے کیچڑ میں گرا۔ اس کے خُوب صُورت کپڑے اور ہاتھ پاؤں سب لت پت ہو گئے + اب یہ شرمندہ اور گھسیانا ہوا کھڑا ہے۔ کپڑوں میں سے کیچڑ ٹپک رہی

Taj Tahir Foundation

ہے۔ اُس کی بہن جو اُدھر سے گزری۔ اُسے خفا ہو کر کہتا

ہے۔ کہ مجھے نہ دیکھو۔ مَیں مَیلا ہو رہا ہُوں ٭

بہن نے جواب دیا۔ کہ "امّاں جان کا کہنا جو نہیں مانا

تھا۔ اس واسطے حضور کا یہ حال ہُوا"٭

چار بھائی

دیکھو اس تصویر میں چار بھائی آپس میں مِل کر کھیل رہے

Taj Tamir Foundation

ہیں۔ تین بھائی دیوار پر چڑھے بیٹھے ہیں۔ اور ایک سب سے چھوٹا بھائی جو دیوار پر نہیں چڑھ سکتا۔ دیوار پر سے سر نکالے جھانک رہا ہے۔ کیسے پیارے اور بھولے بچّے ہیں۔ خوش چہرے آپس میں خوشی سے کھیلتے ہیں۔ کبھی نہیں لڑتے۔ بڑے بھائی چھوٹوں کو پیار کرتے ہیں۔ اور چھوٹے بڑوں کا ادب کرتے ہیں۔

سب بہن بھائیوں کو پیار محبّت سے رہنا چاہیئے۔

میاں گول مول نہا رہے ہیں

اس بچّے کا نام تو اصل میں محمود ہے۔ مگر یہ موٹا بہت ہے۔ اس واسطے سب پیار سے اسے گول مول کہتے ہیں۔ کیسا تندرست اور کیسا خوش مزاج بچّہ ہے۔ کہ دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔

تُم جانتے ہو۔ یہ ایسا مضبوط کیونکر ہُوا؟ جھٹ تین

Taj Tahir Foundation

Taj Tahir Foundation

باتوں سے :-

۱- یہ بچّہ گائے کا تازہ دُودھ بہت پیتا ہے ۔

۲- یہ بچّہ ہمیشہ اپنے نوکر کے ساتھ صُبح شام ہوا خوری کو جاتا ہے۔ اور دونوں وقت تازہ ہوا کھاتا ہے ۔

۳- یہ بچّہ ہمیشہ صاف سُتھرا رہتا ہے۔ بہت خوشی سے نہاتا ہے۔ نہانے میں کبھی نہیں روتا ۔

جو بچّے دُودھ پیتے ہیں۔ وہ خُوب مضبوط ہوتے ہیں۔

اور جو ہوا خوری کرتے رہتے ہیں۔ اُن کا رنگ سُرخ ہو جاتا ہے۔ اور تازہ ہوا سے ان کے بدن میں تازہ خُون پیدا ہوتا ہے + صاف تازہ خُون سے آدمی کا دل بہت خوش رہتا ہے اور بیماری اُس سے دُور رہتی ہے ÷

نہانے دھونے سے بھی انسان تندرست رہتا ہے + پیارا گول مول بہت جلد بڑا ہو جائے گا۔ اور خُوب صُورت جوان بنے گا + یہ خُوب پڑھے گا۔ اور بڑا نامی آدمی بنے گا + جو بچّے بچپن میں تندرست ہوتے اور خوش رہتے ہیں۔ وُہ بڑے ہو کر بھی خوش قسمت ہوتے ہیں ÷

زر بانو لکھ رہی ہے

اس لڑکی کا نام زر بانو ہے + یہ میز پر سلیٹ رکھ کر لکھ رہی ہے۔ تم دیکھو۔ کہ وُہ کیسے غور کے ساتھ لکھائی کر رہی ہے۔ اِدھر اُدھر بالکل نہیں دیکھتی + میز پر سے اس کی کتاب نیچے

گر گئی ہے۔ مگر وہ اپنی لکھائی میں ایسی مشغول ہے۔ کہ اسے
خبر تک بھی نہیں ہوئی + بے شک یہ لڑکی بڑی ہو کر بہت
اچھّی بی بی بنے گی۔ کیونکہ یہ بڑی عقل مند ہے۔ اور جو
کام کرتی ہے۔ بہت دل لگا کر کرتی ہے + کھیل کے وقت
کھیلتی ہے۔ اور پڑھنے لکھنے کے وقت بڑے شوق سے
پڑھتی ہے + پڑھنے لکھنے کے وقت وہ کبھی اِدھر اُدھر نہیں

Taj Tahir Foundation

دیکھتی - اور نہ کھیل کی چیز میں اپنا دھیان رکھتی ہے + اگر پڑھنے لکھنے کے وقت کھیل کی چیزوں کا دھیان کیا جائے - یا اِدھر اُدھر دیکھیں - تو کبھی سبق یاد نہیں ہوتا - جس سے اُستاد اور ماں باپ دونوں ناخوش ہوتے ہیں +

جب تُمہارے پڑھنے لکھنے کا وقت ہو - تم بھی زربانو کی طرح ایسے ہی دھیان سے پڑھو لکھو - کہ چاہے کتنے ہی کھیل تماشے ہو رہے ہوں - مگر تم اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھو - اور جب لکھ پڑھ چکو - تو شوق سے کھیلو - کُودو - اُچھلو - کوئی تم کو منع نہیں کرے گا + لیکن اگر تم پُورے دھیان سے نہیں پڑھو گے - اور تمہارا خیال کھیل میں رہے گا - تو سب تُم کو بُرا کہیں گے - اور کوئی تمہارے کھیلنے سے خوش نہ ہوگا - اور سب کے خفا ہونے سے تمہارا دل بھی خوش نہ رہے گا +

کتابیں اچھّی کہ اخبار؟

شانتی نے ماں سے پُوچھا۔ کہ امّاں جان کتابیں اچھی ہوتی ہیں۔ یا اخبار؟ ماں نے جواب دِیا۔ کہ پیارے بچّے دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ پر اچھّی ہیں + شانتی نے کہا۔ امّاں جان پھر بھی یہ بتاؤ۔ کہ ان دونوں میں سے ایک چیز کون سی زیادہ اچھّی ہے؟ ماں نے جواب دِیا۔ کہ مجھُے تو اخبار کتاب سے زیادہ اچھّے معلوم ہوتے ہیں + شانتی نے پُوچھا۔ کہ ان میں کون سی بات زیادہ اچھّی ہوتی ہے؟

ماں نے جواب دِیا۔ کہ میَں اس لئے اخباروں کو اچھّا جانتی ہوں۔ کہ اخبار میں طرح طرح کی باتیں ہوتی ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کے لِکھّے ہوئے مضمون ہوتے ہیں۔ اور کتاب میں ایک ہی طرح کی باتیں زیادہ پائی جاتی ہیں۔ اور وُہ لِکھی ہوئی بھی ایک ہی آدمی کی ہوتی ہے +

شانتی نے پُوچھا۔ کہ پھر میَں کسے اچھّا کہوں؟

ماں نے جواب دیا۔ کہ دونوں کو۔ شانتی نے کہا۔ کہ میں تو اپنے پیسے سب سے پہلے اخبار پر خرچوں گا۔ اور ان سے جو پیسے بچیں گے۔ اُن کی کتابیں خریدوں گا۔

کسی کے دُکھ پر خوش نہ ہو

سُلطان کی ایک نوکر تھی۔ اُس کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ اس بچّے کے ساتھ سُلطان ہمیشہ لڑا کرتا تھا۔ ایک دِن اس بچّے نے کوئی قصُور کیا۔ اس پر اس کی ماں نے اُسے سخت سزا دی۔ چھوٹا سُلطان اس لڑکے کو سزا پاتے دیکھ کر بہت اُچھلا کُودا۔ اور اپنی بہن کے پاس آکر کہا۔ "اماجی آج ماما نے اپنے بچّے کو خوب مارا! مَیں بہت خوش ہُوا"۔

بہن نے کہا "سُلطان! کسی کے دُکھ اور تکلیف کو دیکھ کر رنج کرنا چاہیئے"۔ یہ کہہ کر بہن اُس بچّے کے پاس گئی۔ اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے آنسو پونچھے۔ اور اُسے

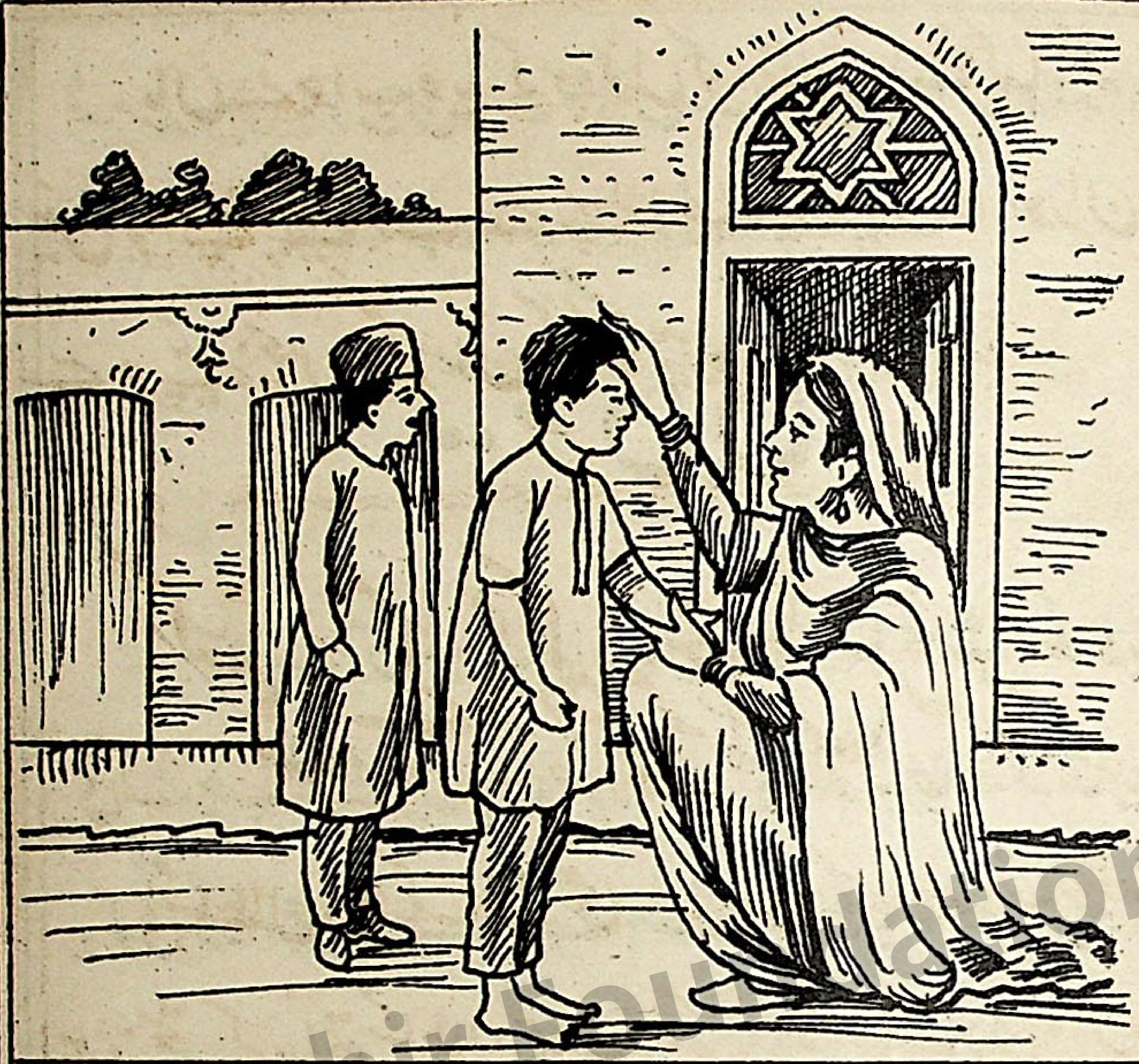

خوش کرنے کو ایک پیسہ دیا۔
سُلطان نے اپنی بہن سے کہا۔ کہ تم نے اس لڑکے کو کیوں پیار کیا؟
بہن نے جواب دیا۔ کہ "جب تم کو مار پڑتی ہے۔ تو تمہارا بھی ضرور یہی جی چاہتا ہوگا۔ کہ تم کو کوئی پیار کرے۔ اور تمہارے دُکھے ہوئے بدن پر ہاتھ پھیرے۔ میرے پیارے بھائی تُمہارے ہی جیسا ماما کے بچے کا دِل ہے" یہ سُن کر سُلطان

شرمندہ ہُوا۔ اور اس بات کا اُس کے دِل پر بڑا اثر ہوا۔

سلیم کی بلّی

سلیم نے اپنی بلّی کے سامنے ایک بڑا سا شیشہ رکھ دیا۔ بلّی نے جب شیشے میں اپنی صُورت دیکھی۔ تو یہ جانا۔ کہ شاید یہ کوئی دُوسری بلّی ہے۔ اُسے بہت غُصّہ آیا۔ اور اُس نے

Taj Tahir Foundation

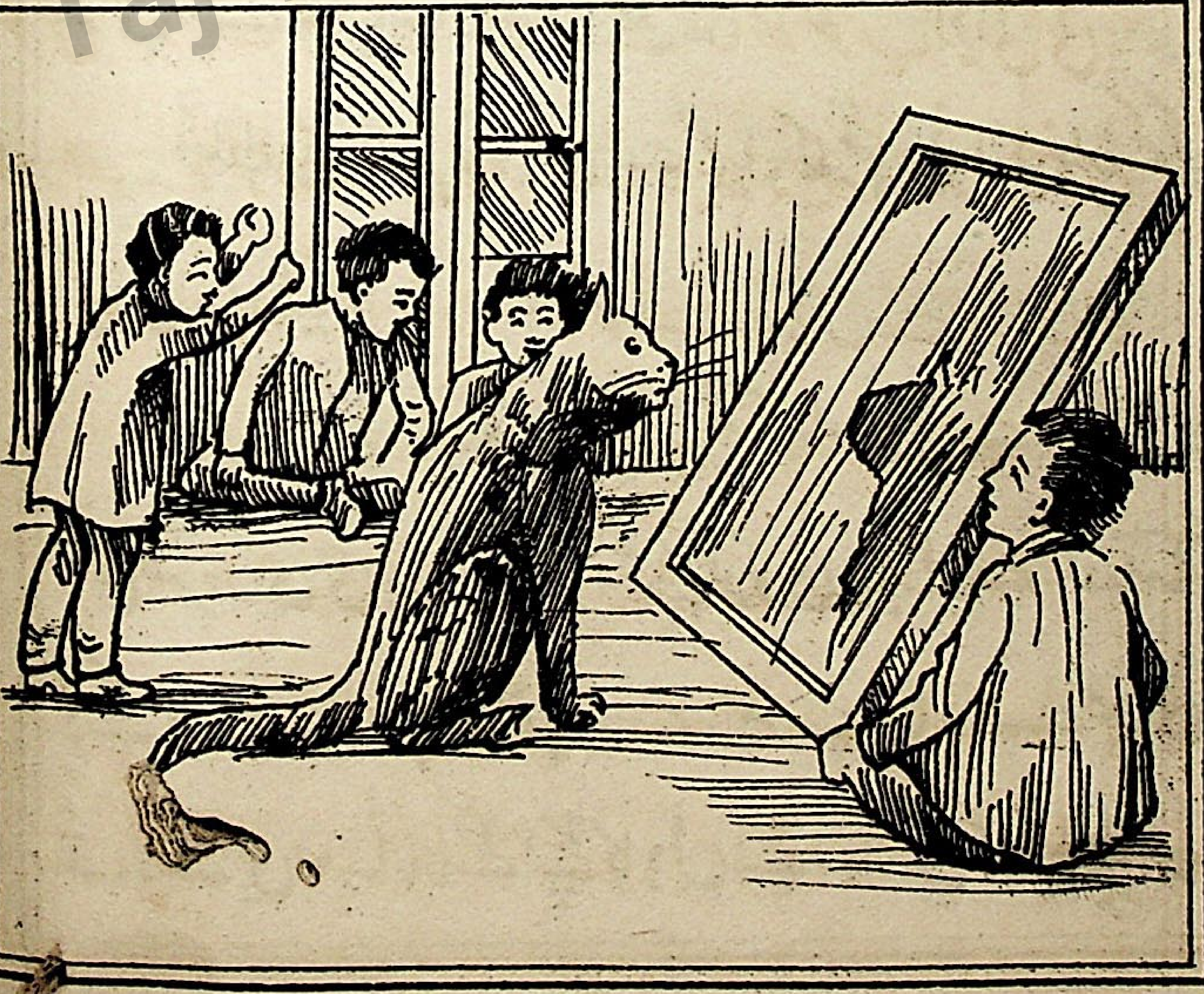

اپنا ماتھا تانا۔ دُم پھلائی۔ اور پنجہ اُٹھا کر زور سے شیشے پر مارا۔ بالکل ویسی ہی شکل شیشے میں بھی اُسے نظر آئی۔ اور اُس نے جانا۔ کہ شاید دُوسری بِلّی میرے ساتھ لڑتی ہے۔ پھر تو اُسے اَور بھی زیادہ غصّہ آیا۔ وُہ اَور زیادہ غُصّے سے لڑنے لگی۔ پر جس طرح وُہ اُس کے ساتھ لڑتی تھی۔ ویسے ہی اُسے دوسری بِلّی شیشے میں لڑتی نظر آتی تھی۔ وُہ اُسے کاٹنا چاہتی تھی۔ اسی طرح شیشے والی اُسے کاٹتی نظر آتی تھی۔ پنجہ جب شیشے پر لگتا۔ تو وُہ پیچھے ہٹتی۔ پھر آگے بڑھتی۔ غرض دیر تک بِلّی نے شیشے کے ساتھ خوب لڑائی کی۔ اور چھوٹے لڑکے اس کا یہ تماشا دیکھ دیکھ کر مارے ہنسی کے لوٹ ہو ہو گئے۔ اور آخر کو اُسے وہاں سے ہٹا دیا۔

شیشے میں بھائی

دُرگا اپنے چھوٹے بھائی کو جس کی عُمر کوئی ڈیڑھ دو سال کی تھی۔ بھلانے کے لئے ایک بڑا سا شیشہ لے آئی۔ اس کا چھوٹا بھائی شیشے میں اپنی آپا کا اور اپنا مُنہ دیکھ کر بہت خوش ہُوا۔ وُہ اُنگلی سے اشارہ کر کے بولا۔ او آپا۔ پھر اپنی صُورت کی طرف اشارہ کیا۔ کہ او بائی!

اس کی آپا نے کہا۔ بھائی کو گلے لگا لو۔ جب وُہ بھائی

Taj Tamil Foundation

کو گلے لگانے لگا۔ تو آگے شیشہ اٹکا۔ اُس نے جانا۔ کہ شاید بھائی شیشے کے پیچھے چھُپ گیا ہے۔ شیشے کو اُٹھا کر پیچھے جھانکنے لگا۔ کہ شاید بھائی وہاں ہے۔

سب بھائی بہن اس کے بھول پن پر خوب ہنسے۔ وہ بچّہ شیشے کے ساتھ بہت دیر تک کھیلتا رہا۔

اچھّا لڑکا

جعفر۔ امّاں مَیں آج مدرسے سے چلا آتا تھا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ بازار میں بڑی اچھّی ناشپاتیاں بک رہی تھیں میرے چار پیسے جو تمہارے پاس جمع ہیں۔ وہ مجھے دے دو۔ تو مَیں ناشپاتیاں لے آؤں۔ مجھے ناشپاتیاں بہت ہی بھاتی ہیں۔

ماں۔ میرے پاس تو اس وقت چار پیسے نہیں۔ ایک دونیؔ ہے۔ یہی لے جاؤ۔ اور ایک آنے کی ناشپاتیاں لے لو۔ باقی

پیسے مجھے واپس کر دینا۔

جعفر یہ سُن، خوشی خوشی دونّی لے گھر سے نکلا۔ کہ اب جاتے ہی ناشپاتیاں لُوں گا۔ ابھی آدھے راستے ہی میں پہنچا تھا۔ کہ اُسے بہت سے لڑکے نظر پڑے۔ اور شور و غل سُنائی دیا۔ اُس نے اَور آگے بڑھ کر دیکھا۔ تو اُسے معلوم ہُوا۔ کہ سب لڑکے ایک لڑکے کو گھیرے کھڑے ہیں۔ اور اُسے پیٹ رہے ہیں۔ اور وُہ بے چارہ ہائے توبہ مچا رہا ہے۔ جعفر نے لڑکوں سے کہا۔ کہ "بھائیو۔ اس غریب کو کیوں مارے ڈالتے ہو۔ بات تو بتاؤ"۔ لڑکوں نے کہا۔ "یہ چور ہے۔ اس نے ہماری گیند چُرائی ہے۔ جب تک یہ گیند نہیں دے گا۔ تب تک ہم اسے ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ یا گیند دے یا گیند کی قیمت دے۔ نہیں تو اُس کی کھال اُدھیڑ دیں گے"۔

لڑکا۔ "یہ تو مجھے بے گناہ مار رہے ہیں۔ میرے پاس گیند کوئی نہیں ہے۔ اُنہوں نے خود گیند ایسی اُونچی پھینکی۔ کہ وُہ بہت دُور چلی گئی۔ سب تلاش کو دوڑے۔ مَیں بھی دوڑا۔ اُنہوں

نے مجھ غریب کا نام ناحق لگا دیا۔ کہ تُو نے گیند اُٹھا کر کہیں چھپا دی۔ میرے پاس کوئی گیند نہیں ہے۔ دو دن کی مزدوری کے تین آنے کے پیسے میرے پاس تھے۔ وُہ بھی اُنہوں نے چھین لئے۔ اب بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ دو آنے اَور مانگتے ہیں ÷

جعفر نے جھٹ اپنی دونیّ نکال کر اُن لڑکوں کو دے دی۔ اور اس لڑکے کو چُھڑا دیا۔ خود چُپ چاپ اُداس گھر میں آگھُسا + ماں نے اُداسی کی اور ناشپاتیاں نہ لانے کی وجہ پُوچھی تو لڑکے نے بڑی عاجزی سے مُعافی مانگی۔ اور کہا۔ کہ مجھ سے آج ایک قصُور ہو گیا ہے۔ مَیں نے آپ کی دونیّ ایک غریب لڑکے کو دی ہے + یہ کہہ کر ماں کو سب ماجرا سنایا + ماں بہت خوش ہوئی۔ اور بچّے کو پیار کر کے کہا۔ کہ بے قصُور کے چُھڑانے پر اگر تم نے میرا قصُور کیا۔ تو مَیں تم کو معاف کرتی ہُوں۔ یہ کہہ کر بچّے کو اَور پیسے دئے۔ اور ناشپاتیاں منگا دیں

بھائی کی طرف سے بہن کو انعام

رام کی آپا موہنی کی سال گرہ ہونے والی تھی۔ اور وُہ جانتا تھا۔ کہ میری بہن کی سال گرہ ہمیشہ رونق سے کی جاتی ہے۔ اور اب کی دفعہ تو اُس نے سُنا تھا۔ کہ بارھویں سال گرہ ہے۔ اس واسطے بہت دُھوم کے ساتھ ہوگی۔ اور سب لوگ موہنی کو انعام دیں گے۔

رام نے سوچا۔ کہ میں اپنی آپا کو کچھ انعام دُوں۔

وُہ دُوسرے دن اپنے نوکر کے ساتھ باغ میں گیا۔ اور شیشہ گھر میں جا کر گملوں کو دیکھنے لگا۔ اُسے ایک گملا بہت پسند آیا۔ اُس نے مالی کو بُلا کر اُس کا دام پُوچھا۔ مالی نے اس کا دام بہت زیادہ بتایا۔ رام نے کہا۔ "کیا اس کا دام بہت زیادہ ہے؟" مالی نے کہا۔ "ہاں میاں لڑکے اس کا دام بہت زیادہ ہے"۔

رام نے کہا۔ "اچھے مالی تم اس کا تھوڑا دام کم کر دو۔ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں"۔

مالی نے جواب دیا۔ کہ صاحب زادے پھر آپ یہ گملا نہ لو۔

Taj Tahir Foundation

کوئی اور سستا گملا لے لو۔

رام نے کہا۔ مجھے تو یہی گملا اچھّا لگتا ہے۔

مالی۔ اچھّا پھر جتنے پیسے تمہارے پاس ہیں۔ اب دے دو۔ باقی پھر دے دینا۔

رام۔ مَیں قرض نہیں لوں گا۔ میری امّاں جان نے منع کیا ہے۔

مالی۔ تو پھر تم کو یہ گملا بھی نہیں ملتا۔

چھوٹا رام جس کی عمر ابھی صرف چھ برس کی تھی۔ یہ سُن کر رونے لگا۔

Taj Takir Foundation

مالی نے کہا۔ لڑکے تم عجیب طرح کے بچّے ہو۔ کہ دوسروں کی چیز رو رو کر لینا چاہتے ہو۔

تھوڑی دور اس باغ کا مالک کھڑا تھا۔ اور وُہ سب باتیں اُس بچے کی سُن رہا تھا۔ وُہ رام کے پاس آیا۔ اور اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ کہ پیارے بچّے تم کیوں روتے ہو؟

رام نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر رام کا نوکر بولا۔ کہ بچّے ہیں۔ کسی گملے کے واسطے ضِد کر رہے ہیں"۔

رام نے سسکیاں لیتے ہوئے جواب دیا "نہیں صاحب مَیں ضِد نہیں کیا کرتا" باغ کے مالک نے کہا۔ کہ تُم کون سا گملا چاہتے ہو؟ رام نے آنکھیں پونچھتے ہوئے ایک گملے کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ گملا چاہتا ہُوں۔

باغ کا مالک۔ پیارے بچّے یہ گملا بے شک قیمتی ہے۔ تم اس کو کیا کرو گے۔ تم ابھی چھوٹے ہو۔ اور تم اس کو حفاظت سے نہ رکھ سکو گے۔ بہتر ہو۔ کہ تم کوئی اَور گملا پسند کر لو۔ میں تم کو مُفت دے دُوں گا۔

رام۔ صاحب مَیں یہ گملا اپنے واسطے نہیں لیتا۔ میں اپنی آپا جان کے واسطے لیتا ہُوں۔ میری آپا جان کی سال گرہ ہے۔ مَیں اُن کو انعام دُوں گا۔ وُہ مجھ سے بہت بڑی ہیں۔ وُہ اس گملے کو اچھی طرح رکھیں گی۔

باغ کے مالک نے بچّے کی یہ پیاری اور عقل مندی کی باتیں سُن کر مالی کو حُکم دیا۔ کہ گملا بچّے کو مُفت دے دیا جائے۔

رام۔ صاحب مَیں گملا مُفت نہیں لوں گا میری امّاں جان نے مجھے منع کر رکھا ہے۔ کہ ہماری اجازت بغیر کبھی کسی سے کوئی چیز نہ لو۔

باغ کا مالک۔ اچھّا بیٹے "ہم تمہارے ابّا کو خط لکھ دیں گے۔ کہ وُہ تمہیں کچھ نہ کہیں۔ گملا ہم نے تم کو دیا ہے"۔

رام۔ صاحب مَیں یہ گملا چھپا کر لے جاؤں گا۔ اور اُس وقت دکھاؤں گا۔ جب آپا جان کو سب انعام دے رہے ہوں گے۔ پھر اُن کو بہت خوشی ہو گی۔ اگر آپ خط لکھ دیں گے۔ تو ابھی سب کو خبر ہو جائے گی۔ کہ مَیں نے گملا لیا ہے۔

باغ کا مالک اس بچّے کی باتیں سُن کر حیران رہ گیا۔

اُس نے اسے گود میں اُٹھا لیا۔ اور خُوب پیار کیا۔ اور کہا۔ کہ "اچھّا۔ تم اس گملے کی قیمت دے دو"۔

رام نے جیب میں سے پیسے نکال کر مالک کو دے دِئے۔

مالک نے جان بوجھ کر گملے کا دام کم لیا۔ اور آدھے پیسے رام کو واپس کر دئے۔ اور کہا۔ کہ گملا اِتنے پیسوں کا نہیں ہے۔ جتنے تُم نے دئے ہیں۔

رام۔ مالی کہتا ہے۔ کہ گملا اِتنے پیسوں سے زیادہ کا ہے۔

مالک نے جواب دِیا۔ کہ وہ جھُوٹا ہے۔

تب لڑکے نے پیسے واپس لئے۔ اور گملا لے کر خوشی خوشی گھر آیا۔ پھر ایک چھوٹے سے ٹکٹ پر اُس نے اپنا نام لکھا۔ اور گملے کے پودے کی ٹہنی کے ساتھ باندھ دیا۔ اور نوکر سے کہا۔ کہ اسے چُپکے سے اس کمرے میں رکھ آؤ۔ جس میں آپا جان کے سب انعام رکھّے ہیں۔ نوکر نے گملا کمرے میں رکھ دیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔

گھر میں کسی کو خیال بھی نہیں تھا۔ کہ ننھّا رام بھی اپنی آپا کو انعام دے گا۔ جب سب چھوٹے بڑے مہمان جمع ہو گئے

چکے۔ تو اب سب انعام دیکھنے کمرے میں گئے + کمرہ انعاموں کی چیزوں سے بھرا تھا۔ اور اس میں بہت عُمدہ بھینی بھینی خوش بو آ رہی تھی۔ سب حیران ہو کر دیکھنے لگے۔ کہ یہ کس چیز کی خوش بو ہے ؛

کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک نہایت خُوب صورت پھولوں کا گملا رکھا ہے۔ رام کی ماں بہت حیران ہوئی۔ کہ یہ کہاں سے آیا۔ میں نے تو اسے یہاں نہیں رکھّا ؛

جب سب گملے کا ذکر کرنے لگے۔ تو رام بھی سُن رہا تھا۔ اور چپکے چپکے شرارت سے ہنس رہا تھا + جب رام کی آپا اور امّاں جان جلدی سے گملے کے پاس گئیں۔ تو اس پر رام کا نام لکھّا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو اُس نے سب حال بیان کیا ؛

اس وقت ہر ایک مہمان رام کی تعریف کرتا۔ اور رام ہی کے انعام کو سب سے اچھّا بتاتا تھا۔ جس کی خوش بُو نے سارے کمرے کو مہکا رکھا تھا۔ اور سارے مہمانوں کے دل کو [illegible]با تھا ؛

Taj Tahir Foundation

باپ کے لئے تحفہ

محمود اور محمودہ دو بہن بھائی تھے۔ محمود کو اچھا لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا۔ اور محمودہ کو اچھی سلائی نہ آتی تھی۔ اُن کے باپ کو اس بات کا رنج رہتا تھا۔ ایک دِن وُہ کھانا کھا رہا تھا۔ کہ دونوں بچے باغ سے ہوا خوری کر کے آئے۔ اور اپنے ابا کے لئے تھوڑا سا ہرا پودینہ لائے۔ باپ ان کے اس ننھے سے تُحفے سے بہت خوش ہوا۔ اور انہیں بہت پیار کیا۔ اس سے بچوں کا دل بہت بڑھا۔ اور محمودہ نے اپنے بھائی سے یہ مشورہ کیا۔ کہ ابا کے لئے اب کوئی ایسی چیز تیار کریں۔ جس سے ابا جی بہت ہی خوش ہوں۔

وُہ ابھی کچھ فیصلہ نہ کرنے پائے تھے۔ کہ ان کے ابا کو کئی دن کے لئے دورے پر جانا پڑ گیا۔ وہاں سے اُن کے ابا نے خط میں لکھا۔ کہ ہم بچوں کے لئے اچھی اچھی چیزیں لائیں گے۔ اس پر محمودہ اور اُس کے بھائی نے پختہ ارادہ کر لیا۔ کہ ہم

Taj Tahir Foundation

ابّا کے لئے کوئی ایسی چیز تیار کریں۔ جس سے وُہ بہت ہی خُوش ہوں + محمود نے کہا۔ کہ ابّا جان کو ولائیتی مٹر بہت بھاتے ہیں۔ جس روز وُہ آئیں گے۔ مَیں ایک باغ میں سے ان کے لئے مٹر لاؤں گا +

محمودہ بولی۔ کہ مٹر تو ابّا جان کو باغ کا مالی بھی لا دے گا۔ اس میں انوکھی بات ہی کون سی ہوگی ؟ غرض بہن بھائی دونو اس فکر میں پڑے۔ کہ ہم اپنے ابّا کو ایسی کون سی چیز دیں۔ جس سے ہمارے ابّا بہت ہی خوش ہوں + دو تین دِن تک تو ان بہن بھائیوں میں مشورہ ہوتا رہا۔ کہ کیا ہو۔ آخر کار دونو نے مل کر یہ صلاح دی۔ کہ ہم جو چیز دیں اپنے ہاتھ سے بنا کر دیں۔ یقین ہے۔ کہ اس سے ہمارے ابّا بہت خوش ہوں گے +

محمودہ نے کہا۔ تو خیر مَیں تو اپنے ہاتھ سے کوئی چیز سی کر دُوں گی۔ تم کیا کرو گے ؟ محمود نے کہا۔ کہ اچھا۔ تو ہم کچھ لکھ دیں گے + تماشا یہ کہ نہ محمودہ کو اچھی طرح سینا آتا تھا۔

اور نہ محمود کو لکھنا۔ اور دونوں یہ بخوبی جانتے تھے۔ کہ ہمارے
ماں باپ کو ہماری طرف سے اس بات کا رنج بھی رہتا ہے۔
کہ ہم یہ کام کیوں نہیں جانتے۔ اور یہی باعث تھا۔ کہ اُنہوں نے
بات کے خوش کرنے کی یہ تدبیر سوچی تھی۔ کیونکہ وُہ جانتے تھے۔
کہ ہمارے ابّا اِس سے بہت ہی خوش ہوں گے۔

اب دونوں بچّوں نے ان دونوں کاموں کی مشق کرنی شروع
کی + کوشش کرنے سے انسان کیا کچُھ نہیں کرگُزرتا؟ پھر ننھّے بچّے
تو ہر ایک کام ایسا جلدی سیکھتے ہیں۔ کہ بُڈّھے طوطے اگر برس
دِن تک مغز کھپائی کریں۔ تو بھی ایسی جلدی نہ سیکھ سکیں۔

آخر کو محمودہ نے اپنے باپ کے لئے اپنے ہاتھ سے ایک
نہایت خوب صُورت رومال تیار کیا۔ اس کے سروں پر ڈورے
نکال کر ایسا عمُدہ کام بنایا۔ کہ دیکھنے کے قابل تھا + رومال اس
صفائی سے تیار کیا۔ کہ کہیں داغ دھبّے کا نشان نہ تھا + اس
رومال میں سب کام ہوچُکا تھا۔ صرف ایک کونے پر پھُول کاڑھنا
باقی تھا۔ اسے محمودہ نے جان بُوجھ کر چھوڑ دیا۔

Taj Tahir Foundation

محمود نے بڑی کوشش کر کے دو مہینے میں لکھنا اور پڑھنا سیکھا۔ تب اُس نے اپنے باپ کے نام یوں خط لکھا:۔

"مے رے پیارے ابّاجی سلام + مَیں نے اور مُودا نے سوچا۔ کہ آپ کو کوئی چی زدیں + کوئی اے سی چیز مالوم نہ ہوئی۔ جس سے آپ کو بوہت خوش ہوں + پھر مے ری سمجھ میں یہ آیا۔ کہ میں لکھ نا سی کھوں۔ بس مجھے اب اے سا لکھ نا آ گیا ہے۔ جے سا کہ یہ خت لکھا ہے۔ بس۔ آپ کا بے ٹا محمود"۔

دونوں بچّوں نے یہ انعام سب سے چھپا کر تیار کر لئے۔ جس روز اُن کے ابّا آئے۔ اُنہوں نے بچّوں کو بہت پیار کیا۔ اور اُن کے لئے جو جو انعام لائے تھے۔ وُہ اُن کو دے دِئے + لیکن یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ کہ محمود اور محمودہ نے بھی اپنے ابّا کے لئے کوئی تحفہ تیار کیا ہے +

جب اُن کے ابّا چائے پینے بَیٹھے۔ دونوں بچّوں نے اپنے اپنے انعام لا کر باپ کے سامنے رکھ دِئے۔ اب ان د[illegible] کے ننّھے ننّھے دل اُن کے سینے میں دھڑک

رہے تھے۔ کہ دیکھئے ہمارے ابّا جان چیزوں کو دیکھ کر کیا کہتے ہیں
باپ نے ان دونوں چیزوں کو دیکھ کر یقین نہ کیا۔ کہ یہ میرے
بچّوں کے ہاتھ کی ہیں۔ لیکن جب محمود نے رومال کا باقی کنارہ
جس میں سُوئی دھاگا اُڑسا ہُوا تھا۔ ان کے سامنے تیار کر دیا۔
اور محمودہ نے پنسل سے اپنا نام وغیرہ بالکل اچھّی طرح لکھ دیا۔
تو باپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ اُس نے نہایت محبّت اور
شفقت کے ساتھ اپنے بچّوں کو گلے سے لگایا۔ اور کہا۔ تم نے
اس وقت جو چیزیں میرے لئے پیش کی ہیں۔ اُن سے مجھے اس
قدر خوشی ہوئی ہے۔ کہ اگر بازار سے تم سَو سَو روپیہ کی چیزیں بھی
منگا کر دیتے۔ تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

پھر باپ نے محمود کو دفتر اخبار پھُول لاہور سے بہت اچھّی
اچھّی کتابیں اور لکھنے پڑھنے کا بہت سامان منگا دیا۔ اور محمودہ
کو ایک سلائی کی مشین اور اَور سینے کی بہت سی چیزیں انعام
دیں۔ دونوں بچّوں کو اور باپ کو اس قدر خوشی ہوئی۔ کہ اس
سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔

(مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام سید حمید علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر دارالاشاعت پنجاب لاہور سے شائع کی)

Taj Tamir Foundation

Taj Tahir Foundation

محترمہ محمدی بیگم مرحومہ کی لکھی ہوئی کتابیں

امتیاز پچیسی۔ ننھے بچوں کیلئے کہانیوں کی اتنی سادہ اور آسان کتاب جو قاعدہ کے بعد پڑھی جا سکتی ہے۔ تصویر دار۔ قیمت ۳ر ۹ پائی ؛

تاج گیت۔ اس کتاب میں بچوں کیلئے بہت آسان گیت درج ہیں۔ جو دو تین دفعہ پڑھنے سے خود بخود یاد ہو جاتے ہیں۔ قیمت ار ۷ پائی ؛

تاج پھول۔ ایسی فائدہ مند باتیں ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے بچے سب کی آنکھ کا تارا بن جائے۔ قیمت ۱ر ۵ پائی ؛

دلچسپ کہانیاں۔ ننھے بچوں کیلئے ۲۷ دلچسپ اور پُر لطف کہانیوں کی بہت عمدہ کتاب۔ تصویر دار۔ ۴ر ۱۱ پائی ؛

دل پسند کہانیاں۔ وہ کہانیاں جو دہلی میں مائیں بچوں کو سناتی ہیں۔ اُن ہی کی میٹھی بولی میں۔ تصویر دار۔ قیمت ۹ر

تین بہنوں کی کہانی۔ تین بہن بھائیوں میں سے کس طرح بہن بولتی چڑیا۔ گانے والا درخت اور سنہری فوارہ پہاڑ پر سے لے آئی۔ قیمت ۳ر

علی بابا چالیس چور۔ جنہوں نے لوٹ مار کا مال ایک جادو کے غار میں جمع کر رکھا تھا۔ کس طرح ایک ہوشیار لڑکی کے ہاتھ سے تمام ہوئے۔ ۲ر ؛

شریف بیٹی۔ ایک غریب اور سُگھڑ لڑکی کی دلچسپ کہانی۔ جو اپنی ہمت اور استقلال سے ترقی کرتے کرتے امیر کبیر بن گئی۔ قیمت ۳ر

آج کل۔ آج کا کام کل پر ٹالنے والی عورت کی دردناک سرگزشت۔ ۳ر۲ پائی

ملنے کا پتہ

دار الاشاعت پنجاب لاہور

Taj Tahir Foundation